وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ

القرآن

علاماتِ قیامت

کے بارے میں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشینگوئیاں

مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہری رحمہ اللہ تعالیٰ

ناشر

مکتبہ حقانیہ

ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان پاکستان

☎ 061-541093

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِىْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ

(القرآن)

علاماتِ قیامت

کے بارے میں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئیاں

مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہری رحمۃ اللہ علیہ

مکتبہ حقانیہ

ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان

نام کتاب : علامات قیامت

مصنف : مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہری رحمۃ اللہ علیہ

ناشر : مکتبہ حقانیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان

کمپوزنگ : آر۔ایس۔ڈیجیٹل 17-A بابر کمرشل سنٹر ملتان

قیمت ....

فہرست عنوانات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العٰلمین و الصلوٰۃ والسلام علٰی محمد سید المرسلین الذی اوتی علم الاولین والاٰخرین وعلٰی الہٖ و صحبہٖ و من تبعھم باحسان الٰی یوم الدین.

اما بعد! پیش نظر رسالہ میں سید عالم حضرت محمد مصطفٰی ﷺ کے وہ ارشادات جمع کیۓ گیۓ ہیں جن میں آپ نے آئندہ زمانہ میں پیش آنے والے واقعات سے باخبر فرمایا تھا۔ ان کے پڑھنے سے آنحضرت ﷺ کے بے انتہا علوم کا اندازہ ہوگا اور معلوم ہوگا کہ آپ نے جو قیامت کی نشانیاں بیان فرمائی تھیں وہ حرف بحرف آج پوری ہورہی ہیں۔

احقر نے ان ارشادات کو جمع کرنے کا خاص لحاظ رکھا ہے جو دور حاضر میں واقع ہورہے ہیں اور حرف بحرف صحیح ثابت ہو رہے ہیں یا آئندہ واقع ہونے والے حاالات کے لئے تمہید کی مانند ہیں۔

ہمارے غیر مسلم بھائیوں کو بھی ان واقعات سے نفع پہنچے گا اور وہ پڑھ کر یقین کرلیں گے کہ داعی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام درحقیقت ان سب انسانوں کے سردار تھے جنہیں اس مالک حقیقی سے خصوصی تعلق تھا کیونکہ تیرہ سو برس پہلے آئندہ زمانہ کے آنے والے فتنوں اور گمراہ کن لیڈروں اور عالم گیر حوادث و بلیات سے باخبر کردینا اور وثوق اور یقین کے ساتھ بیان کرنا کہ گویا آنکھوں سے دیکھ کر بیان کررہے ہیں اسی انسان کا کام ہوسکتا ہے جسے خدا ہی نے علم کی دولت سے نوازا ہو۔ جوتشی اور منجم بھی بے شمار غلطیاں کرجاتے ہیں اور کاہن بھی ان گنت غلط خبریں دے دیتے ہیں۔ مگر ہادی عالم ﷺ کی ایک پیشین گوئی بھی آج تک غلط ثابت

نہیں ہوئی اور کیونکر ہو سکتی ہے جب کہ

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝ (النجم: ۳،۴)

یہ پیشین گوئیاں آنحضرت ﷺ کے بے انتہا سمندر علم کا ایک قطرہ علمک مالم تکن تعلم (یعنی خدائی علم) کا ایک چھوٹا سا نمونہ ہیں۔ حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول خدا ﷺ نے کھڑے ہو کر قیامت تک پیش آنے والی ہر چیز بتادی جسے میرے یہ ساتھی (حضرات صحابہؓ) جانتے ہیں۔ پھر جس نے یاد رکھا اسے یاد ہیں اور جو بھول گیا سو بھول گیا۔ نیز فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے دنیا ختم ہونے تک آنے والے گمراہی کے اس لیڈر کا نام بتا دیا تھا جس کے ساتھی ۳۰۰ یا اس سے زیادہ ہوں اور اس کے باپ اور قبیلہ کا نام بھی بتا دیا تھا۔ (مشکوٰۃ)

جو حضرات زمانہ موجودہ کے حوادث و آفات سے تنگ آ کر مستقبل پر نظر لگائے ہوئے ہیں اور بار بار زبان سے کہتے ہیں کہ دیکھئے آئندہ کیا ہونے والا ہے۔ انہیں اس رسالہ کے مطالعہ کر کے مخبر صادق ﷺ کے ارشادات ضرور معلوم کرنے چاہئیں۔

قارئین سے درخواست ہے کہ احقر مولف اور ناشر کو اپنی خصوصی دعاؤں میں ہمیشہ یاد رکھیں۔

العبد العاصی

محمد عاشق الٰہی بلند شہری مظاہری عفی اللہ عنہ وعافاہ

۲۰ صفر ۱۳۷۰ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسلام کا نام رہ جائے گا اور قرآن کے الفاظ رہ جائیں گے اور علماء سوء پیدا ہوں گے

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ عنقریب لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ اسلام کا صرف نام باقی رہے گا اور قرآن کی صرف رسم باقی رہ جائے گی۔ ان کی مسجدیں (نقش ونگار ٹائل، برقی پنکھوں وغیرہ سے) آباد ہوں گی اور ہدایت کے اعتبار سے ویران ہوں گی۔ ان کے علماء آسمان کے نیچے رہنے والوں میں سب سے زیادہ برے ہوں گے ان علماء سے فتنے پیدا ہوں گے اور پھر ان میں واپس آجائیں گے۔[1]

''اسلام کا صرف نام باقی رہے گا''

یعنی اسلامی چیزوں کے نام ہی لوگوں میں رہ جائیں گے اور ان کی حقیقت باقی نہ رہے گی جیسا کہ آج کل نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج وغیرہ کے بس نام ہی باقی ہیں اور ان کی حقیقت اور روح اور ادائیگی کے وہ طریقے اور کیفیتیں باقی نہیں ہیں جو رسول خدا ﷺ سے منقول ہیں اور کروڑوں مسلمان ان سے کورے ہیں۔ قرآن شریف صرف رسماً ہی پڑھا جاتا ہے اس کے الفاظ اور خوش الحانی کا تو خیال ہے مگر اس کے معانی پر غور کرنا اور اس کی منع کی ہوئی چیزوں سے بچنا تو مسلمان کے تصور میں بھی نہیں رہا۔ مسجدیں زیب و زینت سے خوب آراستہ ہیں دلکش فرش، قیمتی غالیچے، دیدہ زیب فانوس، عمدہ عمدہ ہنڈے اور آرام وراحت کی چیزیں

(۱) بیہقی

مسجدوں میں موجود ہیں مگر ہدایت سے خالی ہیں، مسجدوں میں دنیا کی باتیں طعنے غیبتیں بے دھڑک ہوتی ہیں اور امام و موذن تو مسجدوں کو گھر ہی سمجھتے ہیں۔ اس کی مزید توضیح آئندہ حدیث کی تشریح میں کی جائے گی۔

علماء کے بارے میں جو یہ ارشاد فرمایا کہ علماء سے فتنہ نکلے گا اور ان میں واپس آجائے گا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ علماء بگڑ جائیں گے اور رشد و ہدایت کی راہ چھوڑ دیں گے تو عالم میں فساد ہوگا اور پھر اس کی زد میں علماء بھی آجائیں گے اور یہ بھی مطلب ہوسکتا ہے کہ علماء دنیاداروں اور ظالموں کی مدد کریں گے اور پیسے اینٹھنے کے لئے دنیا کی مرضی کے موافق مسئلے بتائیں گے اور پھر دنیادار ہی ان کا مزاج ٹھکانے لگائیں گے۔

ابن ماجہ کی ایک روایت میں ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشادفرمایا کہ میری امت میں آئندہ ایسے لوگ ہوں گے جو دین کی سمجھ حاصل کریں گے اور قرآن پڑھیں گے (پھر سرمایہ داروں کے پاس جائیں گے اور کہیں گے کہ ہم سرمایہ داروں کے پاس جاتے ہیں اور ان سے دنیا حاصل کرتے ہیں اور اپنا دین بچا کر ان سے الگ ہو جاتے ہیں (پھر ارشاد فرمایا کہ) حالانکہ ایسا ہو نہیں سکتا (کہ دنیاوالوں کے پاس جا کر دین سالم رہ جائے) جس طرح قتاد(۱) کے درخت سے کانٹوں کے سوا کچھ نہیں لیا جا سکتا۔ اسی طرح سرمایہ داروں کے قریب سے گناہوں کے علاوہ کچھ حاصل نہیں ہوسکتا۔

جو علماء سرمایہ داروں کے پاس جاتے ہیں وہ عموماً علماء سوء ہی ہیں۔ چند ٹکوں کیلئے ان کے پاس جاتے ہیں اور اپنا وقار کھو بیٹھتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ

(۱) قتاد ایک کانٹے دار درخت کا نام ہے اس قسم کے مواقع میں اہل عرب اسے مثال کے طور پر پیش کرتے۔

فرماتے تھے کہ اگر اہل علم اپنے علم کو محفوظ رکھتے اور اسے صلاحیت والے انسانوں میں خرچ کرتے تو زمانہ کے سردار بن جاتے لیکن دنیا حاصل کرنے کے لئے انہوں نے علم کو دنیا والوں کے لئے خرچ کیا جس کی وجہ سے زمانہ والوں کی نظروں میں ذلیل ہو گئے۔ (مشکوٰۃ)۔

دوسرے انسانوں کی طرح آج کل کے علماء بھی فکر آخرت سے خالی ہو گئے ہیں اور اس فانی زندگی کو اپنے علم کا مقصد بنا رکھا ہے۔ سیاسی لیڈر بننے، شہرت حاصل کرنے، روپیہ کمانے جوڑنے کی دھن میں سرگرداں ہیں اور موجودہ زمانے کے علماء میں خال خال ہی ایسے ہیں جو اسلام کی تبلیغ کرتے ہوں ورنہ آج تو علماء کی یہ حالت ہوگئی ہے کہ جلسوں میں گاندھی ازم یا نیشنلزم، سوشلزم اور کمیونزم کی اشاعت کرتے ہیں اور ارشادات نبویہ کی بجائے مخلوق کے خود ساختہ نظاموں کی طرف دعوت دیتے ہیں۔

مسجدیں سجائی جائیں گی اور ان میں دنیا کی باتیں ہوا کریں گی

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کی نشانیوں میں ایک یہ بھی ہے کہ لوگ مسجدیں بنا کر فخر کریں گے۔[1]

آج کل یہی حال ہے اور بقول حضرت ابن عباسؓ

لتزخرفنها کما زخرفت الیھود و النصارٰی[2]

تم ضرور مسجدوں کو یہود و نصارٰی کی طرح سجاؤ گے۔

دل کو منتشر کرنے والے رنگ برنگ کے ٹائل، جھاڑ، فانوس، ہانڈیاں،

(1) ابوداؤد وغیرہ۔ (2) ابوداؤد

دلفریب فرش اور بیش بہا پردے اور دوسرا زیب و زینت اور آرام و راحت کی چیزیں مسجدوں میں موجود ہیں اور ان دنیوی چیزوں نے مسجدوں میں پہنچ کر اوقات نماز کے علاوہ مسجدوں کو مقفل کرنے پر مجبور کر دیا ہے اور حفاظت کے لئے مستقل نگرانوں اور چوکیداروں کی ضرورت پیدا کر دی ہے مسجدیں ان دنیاوی چیزوں سے آباد ہیں اور نمازیوں سے خالی ہیں۔ جو نمازی ہیں وہ مسجدوں میں دنیا کی باتوں میں مشغول رہتے ہیں۔ مسجدوں میں نہ خشوع والی نماز ہے نہ تعلیمی حلقے ہیں نہ دینی مشورے ہیں نہ ذکر و تلاوت سے آباد ہیں۔ حالانکہ مسجد رسول اللہ ﷺ اور حضرات خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے زمانے میں دین اور دینیات کی ترقی کے کاموں اور اس سے متعلق مشوروں کا مرکز تھی، کنز العمال کی ایک روایت میں ہے کہ جب تم اپنی مسجدوں کو سجانے لگو اور قرآنوں کو دیدہ زیب بنانے لگو تو سمجھ لو کہ تمہاری ہلاکت کا وقت قریب ہے۔

بیہقی کی روایت میں ہے کہ شعب الایمان میں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک زمانہ میں ایسے لوگ ہوں گے جن کی دنیاوی باتیں ان کی مسجدوں میں ہوا کریں گی۔ تم ان کے پاس نہ بیٹھنا کیونکہ خدا کو ان کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

دین پر عمل کرنا ہاتھ میں چنگاری لینے کے برابر ہوگا اور بڑے بڑے فتنے ظاہر ہوں گے

حضرت انس؄ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ لوگوں پر ایک زمانہ آئیگا کہ دین پر جمنے والا ان میں ایسا ہوگا جیسے ہاتھ میں چنگاری پکڑنے والا ہو[1]

(۱) مشکوٰۃ شریف

یہ زمانہ اس وقت موجود ہے کیونکہ ہر طرف بد دینی و بے حیائی اور فحش کاری کی فضاء ہے، فسق و فجور سرکشی کا ماحول ہے اول تو دیندار رہے ہی نہیں اور اگر کوئی دین پر عمل کرنا چاہتا ہے تو اہل ملک، اہل وطن عزیز اقرباء آڑے آجاتے ہیں۔ بیوی کہتی ہے کہ تنخواہ میں میرا پورا نہیں پڑتا، دنیا رشوت لے رہی ہے تم بڑے پرہیزگار بنے ہوئے ہو۔ ہم عمر مذاق اڑا رہے ہیں کہ داڑھی رکھ کر ملا بن گئے۔ جھاڑ سا لگائے پھر رہے ہیں۔ ریل میں یا لاری میں سفر کر رہے ہیں اور ایک شخص نماز پڑھنا چاہتا ہے مگر اس کے لئے نہ ریل ٹھہر سکتی ہے نہ لاری رک سکتی ہے۔ لیکن اگر کسی کا کچھ دنیوی نقصان ہو جائے تو سب ہمدردی کے لئے حاضر ہیں آج کل دین داری اختیار کرنا ساری دنیا سے لڑائی مول لینے کے مترادف ہے۔ سب کی پھبتیاں سنے، سب کو ناراض کرے دین بچانے کے لئے دنیا کا نقصان کرے تو دیندار بنے لیکن بہت مبارک ہیں وہ لوگ جنہیں صرف رضائے خداوندی کا خیال ہے اور جو دنیا کو منہ نہیں لگاتے۔

وبمهجتی یا عاذلی الملک الذی اسخطت کل الناس فی ارضائه

دین کا درد پیدا کرنے اور بد دینی کی فضا سے نکلنے کی قوت حاصل کرنے کے لئے خانقاہوں اور دین داروں کی مجلسوں میں شرکت کرنا بہت ضروری ہے۔ جب انسان بد دینی کے ماحول سے معصیت اختیار کر سکتا ہے تو دین داری کی فضاء میں پہنچ کر نیک بھی بن سکتا ہے۔ اگر کسی وجہ سے دینداروں سے دور ہو تو بد دینوں سے بھی دور رہے۔ اسی حقیقت کے پیش نظر رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ عنقریب ایسا ہوگا کہ مسلمان کا بہترین مال چند بکریاں ہوں گی جنہیں لے کر پہاڑ کی چوٹیوں اور جنگلوں میں چلا جائے گا (اور اس صورت سے) اپنا دین

بچانے کے لئے فتنوں سے بھاگے گا۔ ا

ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عنقریب فتنے پیدا ہوں گے۔ اس وقت بیٹھا ہوا کھڑے ہوئے سے بہتر ہوگا (کیونکہ بیٹھا ہوا شخص بہ نسبت کھڑے ہوئے شخص کے فتنے سے دور ہوگا) اور کھڑا ہوا چلنے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ جو شخص فتنوں کی طرف نظر اٹھا کر دیکھے گا فتنے اسے اچک لیں گے۔ لہٰذا اس وقت جسے کوئی بچاؤ اور پناہ کی جگہ مل جائے تو وہاں پناہ ۲ لے لے۔ ۳

فتنہ کے وقت عبادت خداوندی میں مشغول ہونا بہت زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ حضرت معقل بن یسارؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قتل کے زمانہ میں عبادت کرنا میری طرف ہجرت کرنے کے برابر ہے۔ ۴

حضرت ابوثعلبہؓ فرماتے تھے کہ میں نے رسول خدا ﷺ سے اس آیت یعنی

يَآأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُم مَّن ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ (المائدۃ: ۱۰۵)

کا مطلب دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ نیکیوں کا حکم کرتے رہو اور برائیوں سے روکتے رہو۔ یہاں تک کہ جب تم لوگوں کا یہ حال دیکھو کہ بخل کی اطاعت کی جانے لگے اور خواہش نفسانی پر عمل ہونے لگے اور (دین پر) دنیا کو ترجیح دی جانے لگے اور ہر صاحب رائے اپنی رائے کو مقدم سمجھنے لگے اور تم اس حال میں ہو جاؤ کہ (لوگوں میں رہ کر تمہارے لئے) فتنہ میں پڑ جانا ضروری ہو جائے تو خاص طور پر اپنے نفس کو سنبھال لینا اور عوام کو چھوڑ دینا (کیونکہ تمہارے آگے یعنی آنے والے زمانہ میں صبر کے دن ہیں جس نے ان میں صبر کیا (یعنی دین پر جما رہا تو گویا) اس

(۱) بخاری شریف۔ (۲) اس وقت تبلیغی جماعت کا مرکز نظام الدین فتنوں سے بچنے کے لئے سب جگہوں سے اچھی جگہ ہے۔ ناظرین تجربہ کرلیں۔ (۳) بخاری و مسلم۔ (۴) مسلم شریف۔

نے چنگاری ہاتھ میں لی۔ (پھر فرمایا کہ) اس زمانے میں دین پر عمل کرنے والے کو ان پچاس آدمیوں کے عمل کے برابر اجر ملے گا۔ جو اس زمانے کے علاوہ (امن سے دنوں میں) اس جیسا عمل کریں۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا ان میں سے پچاس شخصوں کا اجر ملے گا؟ آپ نے فرمایا (نہیں بلکہ) تم میں سے پچاس عمل کرنے والوں کا اجر ملے گا۔[۱]

اسلام سے اجنبیت

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اسلام اجنبیت اور بیگانگی (کسمپرسی) کی حالت میں ظاہر ہوا تھا (کہ اس سے لوگ بھاگے تھے اور کوئی کوئی قبول کر لیتا تھا) اور عنقریب پھر بیگانہ ہو جائے گا جیسا کے شروع میں تھا (چنانچہ اسلام پر عمل کرنے والا کوئی کوئی ہی ملے گا۔ پھر فرمایا کہ) سو ایسے لوگوں کو خوشخبری ہو جو (اسلام پر چلنے کی وجہ سے) بیگانے (شمار) ہوں۔[۲]

مطلب یہ کہ جب میں نے اسلام کی دعوت دی تو اسے شروع شروع میں چند لوگوں نے ہی قبول کیا اور اسلام کو عموماً لوگوں نے کوئی غیر مانوس اور اجنبی چیز سمجھا حتیٰ کہ اسلام قبول کرنے والوں کو بد دین کہا گیا اور ان کو مکہ چھوڑنے پر مجبور کیا گیا۔ ایک مرتبہ جب مسلمان حبشہ چلے گئے تو مشرکین نے وہاں سے نکلوانے کی کوشش کی اور بادشاہ سے شکایت کی کہ کچھ نوجوان بے وقوف لڑکے اپنا قومی دین چھوڑ کر ایک نئے دین میں داخل ہو گئے ہیں۔ اور وہ نیا دین ایسا ہے جسے ہم پہچانتے بھی نہیں ہیں۔ سورۂ صٓ میں ہے کہ رسول خدا ﷺ کی دعوت سن کر مشرکین نے کہا مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِي الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ ۚ إِنْ هٰذَا إِلَّا اخْتِلَاقٌ (صٓ: ۷)

(۱) ترمذی شریف۔ (۲) مسلم شریف

پھر ارشاد فرمایا کہ بعد میں لوگوں نے خوب اسلام قبول کیا اور خوب پھیلایا۔ لیکن آگے چل کر ایسا ہوگا کہ اسلام پھر اپنی اصلی حالت پر آجائے گا اور اس کے احکام کو قبول کرنے اور عمل کرنے والے نہ ملیں گے۔ اسلام کی چیزوں کو بیگانگی کی نظروں سے دیکھیں گے گویا اسلام کو جانتے بھی نہیں۔ اس وقت اسلام پر عمل کرنے والا کوئی کوئی ہوگا اور کہیں کہیں کوئی پکا مسلمان نظر آئے گا۔ لیکن ایسے مسلمان اگرچہ لوگوں کی نظروں میں گرے ہوئے ہوں گے اور ان سے کوئی بات بھی کرنی پسند نہ کرے گا مگر خدا کی جانب سے میں انہیں خوشخبری سناتا ہوں۔

ترمذی اور ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بے شک دین حجاز کی طرف اس طرح سمٹ جائے گا جیسے سانپ اپنے بل میں سمٹ کر گھس جاتا ہے اور دین صرف حجاز ہی رہ جائے گا جیسے جنگلی بکری صرف پہاڑ کی چوٹی ہی میں رہتی ہے (پھر فرمایا کہ) بے شک دین بیگانگی اور اجنبیت (کسمپرسی) کی حالت میں ظاہر ہوا تھا اور عنقریب پھر بیگانہ ہو جائے گا۔ جیسا کہ شروع میں تھا سو خوشخبری ہو بیگانے لوگوں کو جو میری ان سنتوں کو سنواریں گے جنہیں میرے بعد لوگ بگاڑ دیں گے۔

ہر بعد کا زمانہ پہلے سے برا ہوگا

حضرت زبیر بن عدیؒ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت انس بن مالکؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حجاج کے ظلم کی شکایت کی۔ حضرت انسؓ نے شکایت سن کر فرمایا کہ صبر کرو (معلوم نہیں آگے کیا ہو) کیونکہ کوئی زمانہ بھی تم پر ایسا نہ آئے گا کہ اس کے بعد والا زمانہ اس سے زیادہ برا نہ ہو۔ جب تک تم اپنے رب سے ملاقات نہ کرلو (یعنی مرتے دم تک ایسا نہ ہوگا کہ آنے والا زمانہ پہلے سے اور موجودہ

زمانے سے اچھا آجائے) یہ بات میں نے رسول خدا ﷺ سے سنی ہے۔[1]

معلوم ہوا کہ زمانہ کی اور زمانہ والوں کی شکایت فضول ہے اور آئندہ زمانہ میں اچھے حاکموں کی امید بھی غلط ہے۔ لہٰذا جتنا بھی وقت ملے اور عمر کا جو بھی سانس مل جائے اسے غنیمت سمجھے اور اعمال صالحہ کے ذریعہ اللہ سے امیدیں باندھے اور اسی کے قہر وغضب سے ڈرتا رہے۔

کفر کی بھرمار ہوگی

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اندھیری رات کے ٹکڑوں کی طرح آنے والے (سیاہ) فتنوں سے پہلے (نیک) عمل کرنے میں جلدی کرو (اس زمانہ میں) انسان صبح کو مومن ہوگا اور شام کو کافر ہوگا اور شام کو مومن ہوگا صبح کو کافر ہوگا۔ ذرا سی دنیا کے بدلے اپنے دین کو بیچ ڈالے گا۔[2]

جتنے فتنے غالب آجاتے ہیں تو انسان اعمال صالحہ میں مشغول ہونے میں سینکڑوں آڑیں محسوس کرتا ہے اور دین پر چلنا ناممکن معلوم ہونے لگتا ہے اور ایسے وقت میں ایمان کی بقاء سخت خطرے میں ہوتی ہے اسی لئے ہادی عالم ﷺ نے نیک اعمال میں سبقت اور جلدی کرنے کا مشورہ دیا کہ رکاوٹوں کے آنے سے پہلے ہی نیک اعمال میں لگ جاؤ اور ایمان کو محفوظ کرلو تا کہ خدانخواستہ فتنوں میں گھر کر نیک اعمال سے نہ رہ جاؤ۔ یہ زمانہ بڑے فتنوں کا زمانہ ہے ہر طرف سے گمراہی کی جانب لیڈر کھینچ رہے ہیں اور دین کے بدلہ ذرا سی دنیا حاصل کرنے کی ایک ادنیٰ مثال یہ ہے کہ کچہری میں جھوٹی قسم کھا کر گواہی دینا بہت سے انسانوں کا پیشہ بن گیا ہے۔

(۱) بخاری شریف۔ (۲) مسلم شریف۔

ایک جماعت ضرور حق پر قائم رہے گی اور مجدّد آتے رہیں گے

حضرت معاویہؓ فرماتے ہیں میں نے رسول خدا ﷺ سے سنا ہے کہ میری امت میں ہمیشہ ایک ایسی جماعت رہے گی جو خدا کے حکم پر قائم ہوگی۔ موت آنے تک وہ اسی حال پر رہیں گے۔ ان کی مخالفت اور عدم معاونت انہیں کچھ نقصان نہ پہنچائے گی۔ (یعنی انہیں اس کی پرواہ ہرگز نہ ہوگی کہ زمانہ والوں کا رویہ کیا ہے اور زمانے والے ہمارے مخالف ہیں یا موافق ہیں) دوسری حدیث میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ میری امت میں قیامت تک ایک جماعت رہے گی جس کی خدا کی جانب سے مدد ہوتی رہے گی جو ان کا ساتھی نہ بنے گا انہیں کچھ نقصان نہ پہنچا سکے گا۔(١)

بیہقی کی ایک روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس امت کے آخری دور میں ایسے لوگ ہوں گے جنہیں وہی اجر ملے گا جو ان سے پہلوں کو ملا تھا، وہ نیکیوں کا حکم کریں گے برائیوں سے روکیں گے اور فتنہ والوں سے لڑیں گے۔ (بیہقی)

حضرت ابراہیم بن عبدالرحمٰنؒ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ ہر آنے والے دور میں اس علم کے جاننے والے ہوں گے جو غلو (بڑھا چڑھا کر بیان) کرنے والوں کی تحریفوں سے اور باطل والوں کی دروغ بیانیوں سے اور جاہلوں کی تاویلوں سے اس کو پاک کرتے رہیں گے۔ (بیہقی)

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ

(١) مشکوٰۃ شریف

اس امت کے لئے ہر سو سال کے بعد ایسا شخص بھیجتا رہے گا جو اس کے دین کو نیا کرے گا۔ (ابوداؤد)

خدا کا یہ وعدہ دوسرے وعدوں کی طرح پورا ہوتا رہا ہے اور ہمیشہ ہوتا رہے گا اگر حق گو اور ثابت قدم جماعت قرون اولیٰ سے آج تک باقی نہ رہتی تو اہل فتن، معتزلہ، بدعتی، نبوت کے دعویدار اصلاح عالم کے مدعی، حدیث کے منکر، قرآن کی نئی تفسیریں گھڑنے والے دین کو بدل کر رکھ دیتے۔ حضرات صوفیاء ومحدثین ہمیشہ رہے ہیں اور رہیں گے والحمد اللہ علی ذلک۔

مسلمان کبھی ختم نہیں ہوں گے

حضرت ثوبانؓ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ میں نے خدا سے دعا کی میری ساری امت کو عام قحط کے ساتھ ہلاک نہ کرے اور ان پر کوئی دشمن غیروں میں سے ایسا مسلط نہ کرے جو ان سب کو ختم کر دے۔ خدائے نے فرمایا کہ جب میں کوئی فیصلہ کرتا ہوں تو اس کو ٹالا نہیں جا سکتا۔ میں تم کو یہ وعدہ دیتا ہوں کہ تمہاری امت کو عام کال سے ہلاک نہ کروں گا اور ان پر غیروں میں سے کوئی ایسا دشمن مسلط نہ کروں گا جو ان کو ایک ایک کر کے ختم کر دے اگرچہ تمام زمین پر بسنے والے ہر طرف سے جمع ہو جائیں۔[۱]

حدیث سے انکار کیا جائے گا

حضرت مقدام بن معد یکربؓ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ خبردار! یقیناً مجھے قرآن دیا گیا ہے اور قرآن جیسے اور احکام بھی دیئے گئے ہیں۔ پھر فرمایا خبردار! ایسا زمانہ آئے گا کہ پیٹ بھرا انسان اپنی آرام گاہ پر بیٹھا ہوا کہے گا کہ

(۱) مسلم شریف

بس تمہیں قرآن کافی ہے۔ اس میں جو حلال بتایا اسے حلال سمجھو اور اس نے جسے حرام بتایا اسے حرام سمجھو (حدیث کی ضرورت نہیں ہے) پھر فرمایا کہ حالانکہ رسول اللہ ﷺ کا حکم کسی چیز کے حرام ہونے کے لئے ایسا ہی ہے جیسا خدا نے کس چیز کے حرام ہونے کا حکم دیا ہے۔(۱)

یہ پیشین گوئی عرصہ دراز سے صادق آ رہی ہے کہ پیٹ بھرے یعنی دولت مند جو سرمایہ کے نشہ میں چور ہیں اور جو ذرا سا پڑھ لکھ گئے ہیں صرف قرآن کو ہدایت کے لئے کافی سمجھتے ہیں اور احکام حدیث چونکہ نفس پر گراں گذرتے ہیں اس لئے احادیث سے قطعاً انکار کرتے ہیں یا کہتے ہیں کہ حدیثیں گھڑی ہوئی ہیں مولویوں کی ایجاد ہی وغیرہ وغیرہ حالانکہ قرآن کریم کے احکام حدیث کے بغیر معلوم نہیں ہو سکتے اور اس کی تفصیلات سنت نبویہ ﷺ کے بغیر سمجھ میں آ ہی نہیں سکتیں۔ قرآن شریف میں ہے:

مَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ (الحشر۔۷)

(جو حکم تمہیں رسول دے اسے قبول کرو اور جس سے روکے اس سے رک جاؤ)

''پیٹ بھرا'' آنحضرت نے اس لئے فرمایا کہ غریبوں کو تو اتنی فرصت ہی نہیں ملتی کہ ادھر ادھر کی بحثوں میں پڑ کر اپنا دین برباد کریں۔ ہاں مالدار لوگ شیطان کے مقصد کو پورا کرتے ہیں ذرا سا مطالعہ کیا اور محقق بن گئے۔ اس دور کے ابوحنیفہؒ بھی یہی ہیں اور جنید وقت بھی یہی ہیں ان کے نزدیک مسلمانوں کی ترقی سود کے جواز میں اور تصویروں کے حلال ہونے سے اور نیکر کوٹ پتلون پہننے اور ان دوسری بد اعمالیوں میں پوشیدہ ہے جنہیں آنحضرت ﷺ نے حرام فرما دیا ہے۔

(۱) مشکوٰۃ شریف

نئے عقیدے اور نئی حدیثیں رائج ہوں گی

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ آخری زمانہ میں بڑے بڑے مکار اور جھوٹے پیدا ہوں گے جو تمہیں وہ باتیں سنائیں گے جو نہ کبھی تم نے سنی ہوں گی اور نہ تمہارے باپ دادا نے تم ان سے بچنا اور انہیں اپنے سے بچانا وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں اور فتنہ میں نہ ڈال دیں۔[1]

صاحب مرقات اس کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ یہ لوگ جھوٹی جھوٹی باتیں کریں گے اور نئے نئے احکام جاری کریں گے غلط عقیدے ایجاد کریں گے۔'' اس قسم کے لوگوں میں سے بہت سے گزر چکے ہیں جن میں سے ایک غلام ''احمد'' قادیانی تھا جس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مردہ بتایا ختم نبوت سے انکار کیا۔ خود کو نبی بتایا۔ اس کے علاوہ اس کی بہت سی خرافات مشہور ہیں۔ ملت اسلامیہ کے لئے ایک بہت بڑا فتنہ یہ ہے کہ جو کوئی باطل جماعت عقائد فاسدہ لے کر کھڑی ہوتی ہے تو اس کے ہم نوا قرآن و حدیث سے ان غلط عقائد کا اثبات کرنے لگتے ہیں۔

چنانچہ آج کل کمیونزم قرآن شریف سے ثابت کیا جا رہا ہے اور موجودہ جمہوریت کو اسلام کی جمہوریت کے مطابق بتایا جا رہا ہے۔

ایک صاحب نے تو غضب ہی کر دیا جب ان سے کہا گیا کہ ڈارون کا عقیدۂ ارتقاء قرآن کے خلاف ہے کیونکہ قرآن تو انسان کی ابتداء حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بتاتا ہے تو ارشاد فرمایا کہ ممکن ہے سب سے پہلا بندر جو انسان بنا ہو وہ آدم ہی ہو (معاذ اللہ)

(۱) مسلم شریف

قرآن کو ذریعہ معاش بنایا جائے گا

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ ہم قرآن شریف پڑھ رہے تھے اور مجلس میں عرب کے شہریوں کے علاوہ دیہات کے باشندے اور غیر عرب بھی تھے۔ اسی اثناء میں آنحضرت ﷺ تشریف لے آئے اور فرمایا کہ پڑھتے رہو تم سب ٹھیک پڑھ رہے ہو اور عنقریب ایسے لوگ آئیں گے جو قرآن کو تیر کی طرح درست کریں گے (یعنی حروف کی ادائیگی کا بہت زیادہ لحاظ رکھیں گے) اور ان کا مقصد قرآن پڑھنے سے دنیا حاصل کرنا ہوگا اور اس کے ذریعہ آخرت نہ سنواریں گے۔(۱)

دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے بعد عنقریب ایسے لوگ آئیں گے جو قرآن کو گانے اور نوحہ کے طریقہ پر پڑھیں گے اور قرآن ان کے حلقوں سے آگے نہ بڑھے گا (یعنی ان کا پڑھنا درجہ قبولیت کو نہ پہنچ سکے گا) ان پڑھنے والوں کے اور ان کی قراءت سن کر خوش ہونے والوں کے دل فتنہ میں مبتلا ہوں گے۔(۲)

آج کل بالکل یہی نقشہ ہے کہ مساجد میں قرآن سنا کر سوال کیا جاتا ہے تیجے اور چالیسویں کے موقع پڑھوا کر اپنی عزت بڑھائی جاتی ہے۔ میت کی قبر پر چالیس روز تک قرآن شریف پڑھ کر اس کی اجرت لی جاتی ہے۔ تراویح میں قرآن سنا کر پیٹ پالا جاتا ہے۔ مخارج وصفات کی ادائیگی کا تو بہت خیال رکھا جاتا ہے۔ مگر قرآن کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے سے کوسوں دور ہیں۔ گیارہ مہینے تک نمازیں غارت کیں داڑھی منڈائی، حرام کمایا اور رمضان آتے ہی مصلے پر پہنچ کر قرآن سنانے لگے۔ جامع مسجد دہلی میں دیکھ لیجئے کہ ادھر نماز ختم ہوئی اور ادھر

(۱) مشکوۃ شریف۔ (۲) ابوداؤد۔

تلاوت کی آواز آنے لگی۔ قاری صاحب قرآن حکیم کی تلاوت فرما رہے ہیں اور رومال بھیک کے لئے بچھا رکھا ہے۔

مسلمانوں کی اکثریت ہوگی لیکن بیکار

حضرت ثوبانؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ (کفر و باطل کی) جماعتیں تمہیں ختم کرنے کے لئے آپس میں ایک دوسرے کو اس طرح بلا کر جمع کر لیں گی جیسے کھانے والے ایک دوسرے کو بلا کر پیالہ کے آس پاس جمع ہو جاتے ہیں۔ یہ سن کر ایک صاحب نے سوال کیا کہ کیا ہم اس روز کم ہوں گے؟ آپ نے فرمایا نہیں! بلکہ تم اس روز تعداد میں بہت ہوگے لیکن گھاس کے ان تنکوں کی طرح ہوگے جنہیں پانی کا سیلاب بہا کر لے جاتا ہے (پھر ارشاد فرمایا کہ) اور خدا ضرور ضرور تمہارے دشمنوں کے دل سے تمہارا رعب نکال دے گا۔ اور بالضرور یقیناً وہ تمہارے دلوں میں کاہلی اور سستی ڈال دے گا۔ ایک صاحب نے عرض کیا کہ سستی کا کیا (سبب) ہوگا۔ اس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دنیا (یعنی مال و دولت سے) محبت کرنے لگے گی اور موت کو مکروہ سمجھنے لگے گی(۱)

برسوں سے یہ پیشین گوئی حرف بہ حرف صادق ہو رہی ہے اور مسلمان آج اپنی اس حالت زار کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ کوئی قوم انہیں نہ عزت و وقعت کی نگاہ سے دیکھتی ہے نہ دنیا میں ان کا رہنا گوارا کرتی ہے ایک وہ بھی زمانہ تھا کہ دوسری قومیں اپنے اوپر مسلمانوں کو حکمراں دیکھنا چاہتی تھیں۔ ایک دور یہ ہے کہ غیر مسلم اقوام مسلمان کو اپنی قلم رو میں رکھنا بھی پسند نہیں کرتیں تمام دنیا کے

(۱) ابوداؤد۔

مسلمان ایک ہی وقت میں ایک دم ختم ہو جائیں۔ یہ تو ہرگز کبھی نہیں ہوگا جیسا کہ پہلے پیشین گوئی گذر چکی ہے البتہ ایسے واقعات گذر چکے ہیں کہ کسی ملک میں جہاں خود حکمراں تھے انقلاب کے بعد وہ وہاں سے جان بچا کر بھی نہ جا سکے۔ اسپین اس کی زندہ اور مشہور مثال ہے۔

مسلمانوں کو آج ذلت و خواری کا منہ کیوں دیکھنا پڑ رہا ہے اور کروڑوں کی تعداد میں ہوتے ہوئے بھی کیوں غیروں کی طرف تک رہے ہیں۔ اس کا جواب خود ہادی عالم ﷺ کے ارشاد میں موجود ہے کہ دنیا کی محبت اور موت کے خوف کے باعث یہ حال ہو رہا ہے۔ جب مسلمان دنیا کو محبوب نہ سمجھتے تھے اور جنت کے مقابلے میں (جو موت کے بغیر نہیں مل سکتی) دنیا کی زندگی ان کی نظروں میں کچھ بھی حقیقت نہ رکھتی تھی (اس لئے وہ موت سے ڈرتے نہ تھے) تو گو تعداد میں کم تھے لیکن دوسری قوموں پر حکمراں رہے اور اللہ کی راہ میں جہاد کر کے غیروں کے دلوں تک پر حکومت کرنے لگے۔ آج بھی جو ہمارا حال ہے ہم اسے خود بدل سکتے ہیں بشرطیکہ پچھلے مسلمانوں کی طرح دنیا کو ذلیل اور موت کو عزیز از جان سمجھنے لگیں ورنہ ذلت اور بڑھتی ہی رہے گی۔

مسلمان مال دار ہوں گے مگر دیندار نہ ہوں گے

حضرت علیؓ فرماتے ہیں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک مصعب بن عمیرؓ آنکلے جن کے بدن پر صرف ایک چادر تھی اور اس میں چمڑے کا پیوند لگا ہوا تھا ان کا یہ حال دیکھ کر اور ان کا اسلام سے پہلا زمانہ یاد کر کے رسول اللہ ﷺ رونے لگے (کیونکہ حضرت مصعب بن عمیرؓ اسلام لانے سے بیشتر بڑے ملائم اور قیمتی کپڑے پہنا کرتے تھے) پھر ارشاد فرمایا کہ (مسلمانو)

اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا۔ جب صبح کو ایک جوڑا پہن کر نکلو گے اور شام کو دوسرا جوڑا پہن کر گھر سے نکلو گے اور ایک پیالہ سامنے رکھا جائے گا اور دوسرا پیالہ اٹھایا جائے گا اور تم اپنے گھروں پر (زیب وزینت کے لئے) اس طرح کپڑے کے پردے ڈالو گے جیسے کعبے کو کپڑوں سے پوشیدہ کر دیا جاتا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ جب تو ہم آج کی نسبت بہتر ہوں گے (کیونکہ) عبادت کے لئے فارغ ہو جائیں گے اور کمانے کے لئے محنت نہ کرنی پڑے گی۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نہیں تم اس دن کی نسبت آج ہی اچھے ہو (بظاہر اگرچہ مفلس ہو لیکن دولت ایمان سے مالدار ہو اور اس زمانہ میں بظاہر مالدار ہو گے لیکن ایمان کے اعتبار سے مفلس)۔ درحقیقت آج وہی زمانہ ہے کہ اکثر مسلمانوں کو خدا نے دولت دی ہے اور اس قدر دی ہے کہ اگر عمر بھر بھی نہ کمائیں اور دین ہی کے کاموں میں لگے رہیں تو انہیں تنگ دستی پیش نہیں آسکتی اور بقول حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم عبادت ہی میں سارا وقت خرچ کر سکتے ہیں مگر افسوس انہیں مرنے کے بعد کی زندگی کا فکر ہی نہیں۔ البتہ اچھے اچھے کھانے اور عمدہ سے عمدہ پہننے کا دھیان ضرور ہے۔ اسکول جانے کا لباس الگ بازار میں جانے کا جوڑا الگ، رات کا الگ، طرح طرح کے کھانے اور سالن پک رہے ہیں اور بس اسی میں مست ہیں۔ اس عیش وعشرت کی وجہ سے خدا کے سامنے تو جھکنا درکنار کبھی جھکنے کا خیال تک نہیں آتا۔ اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے حضرات صحابہؓ سے ارشاد فرمایا کہ وہ بہتات کا زمانہ تمہارے لئے اچھا نہ ہوگا۔ آج ہی تم اچھے ہو کہ تنگ دستی کے باوجود دین پر جمے ہوئے ہو۔

بخاری اور مسلم کی ایک روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

---

(۱) مشکوۃ شریف۔

''خدا کی قسم مجھے تمہارے مالدار ہونے کا ڈر نہیں بلکہ اس کا ڈر ہے کہ تمہیں دنیا زیادہ دے دی جائے جیسے تم سے پچھلے لوگوں کو دی گئی تھی اور تم دنیا میں اس طرح پھنس جاؤ جیسے وہ پھنس گئے تھے پھر تمہیں دنیا برباد کر دے جس طرح انہیں برباد کر دیا تھا۔''

قابل غور بات یہ ہے کہ مالدار تو اس لئے دیندار نہیں کہ ان کے پاس مال ہے لیکن تعجب یہ ہے کہ آج کل کے غریب بھی دین سے اتنے ہی دور ہیں جتنے مالدار بلکہ اس سے بھی زیادہ اور وجہ یہ ہے کہ دینداری کا ماحول نہیں رہا نہ مالدار گھرانوں میں نہ غریبوں کے جھونپڑوں میں۔ فالی اللہ المشتکی.

جھوٹ عام ہو جائے گا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے صحابہؓ کی عزت کرو تم میں (یعنی امت محمدیہ میں) سب سے اچھے لوگ یہی ہیں پھر ان کے بعد وہ اچھے ہوں گے جو ان کے بعد آئیں گے۔ اس کے بعد جھوٹ پھیل جائے گا حتیٰ کہ یقیناً ایک ایسا وقت بھی آئے گا کہ انسان بغیر قسم دلائے قسم کھائے گا اور بغیر گواہ بنائے گواہی دیں گے۔ الحدیث (رواہ النسائی)

مسلم شریف کی ایک روایت ہے جو حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ پھر ان کے بعد ایسے لوگ آجائیں گے جو موٹا ہونے کو پسند کریں گے۔

بخاری اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ پھر ایسے لوگ آجائیں گے کہ ان کی گواہی ان کی قسم سے آگے بڑھے گی اور ان کی قسم ان کی گواہی سے آگے بڑھے گی۔

ان روایات کو جمع کرنے سے معلوم ہوا کہ تبع تابعین کے دور کے بعد

جھوٹ اس قدر ہوگا کہ بات بات میں بلا وجہ اور خواہ مخواہ جھوٹی قسم کھایا کریں گے۔ بلاضرورت بولنے کا مرض اس قدر پھیل جائے گا۔ کہ بغیر گواہ بنائے گواہ بن کر کھڑے ہو جایا کریں گے کہ یہ واقعہ مجھے بھی معلوم ہے اور جب یہ قصہ پیش آیا تو میں بھی موجود تھا حالانکہ اسے اس واقعہ کی خبر بھی نہ ہوگی۔ جھوٹی قسم اور جھوٹی گواہی کا اتنا رواج ہو جائے گا کہ گواہی قسم سے پہلے زبان سے نکلنے کی کوشش کرے گی اور قسم گواہی سے پہلے زبان پر آنا چاہے گی۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے تھے کہ آئندہ یقیناً ایسا ہوگا کہ شیطان انسانی صورت میں آکر لوگوں کو جھوٹی باتیں سنائے گا۔ اس کی باتیں سن کر لوگ متفرق ہو جائیں گے جب ان میں سے کوئی شخص اس کی باتوں کی دوسروں سے روایت کرے گا تو کہے گا کہ میں نے یہ بات ایک ایسے شخص سے سنی ہے جسے چہرہ سے پہچانتا ہوں مگر نام نہیں جانتا۔[1]

حدیث بالا میں یہی ارشاد ہے کہ موٹا ہونے کو زیادہ پسند کریں گے یعنی آخرت کی فکر ان کے دل سے جاتی رہے گی اور خدا کے سامنے جوابدہی کا خوف نہ ہوگا اور اسی بے فکری کے باعث بے تحاشا مرغن مال کھا کھا کر موٹے ہو جائیں گے۔ کھانا پینا اور مال جمع کر کے پھولنا ہی ان کی زندگی کا مقصد بن کر رہ جائے گا۔[2]

مردوں کی کمی، شراب خوری اور زنا کی کثرت ہوگی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ علم اٹھ جائے گا۔ جہالت

(۱) مشکوۃ شریف۔ (۲) بخاری ومسلم

بہت بڑھ جائے گی۔ زنا کی کثرت ہوگی، شراب بہت پی جائے گی مرد کم ہو جائیں گے۔ عورتیں اس قدر زیادہ ہو جائیں گی کہ پچاس عورتوں کی خبر گیری کے لئے ایک ہی مرد ہوگا۔ ۱

اس حدیث میں جو کچھ ارشاد فرمایا ہے اس وقت ہو بہو ہو رہا ہے البتہ عورتوں کی ابھی اتنی زیادتی نہیں ہوئی جتنی اس حدیث میں مذکور ہے مگر یورپ کی جنگیں عنقریب ہی اس پیشین گوئی کو سچا کر دکھانے والی ہیں۔

علم اٹھ جائے گا

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ علم سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ (اسلام کے) فرائض خود بھی سیکھو اور لوگوں کو بھی سکھاؤ۔ قرآن خود پڑھو اور لوگوں کو بھی پڑھاؤ کیونکہ میں تمہارے پاس سے جانے والا ہوں اور علم (بھی) اٹھ جائے گا اور فتنے ظاہر ہوں گے۔ حتیٰ کہ جب کسی معاملے میں دو شخص جھگڑیں گے تو کوئی فیصلہ کرنے والا تک نہ ملے گا۔ ۲

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ بندوں میں سے خدا علم کو اچانک نہ اٹھائے گا بلکہ علماء کو موت دے کر علم کو رفتہ رفتہ ختم کرے گا حتیٰ کہ جب خدا کسی عالم کو نہ چھوڑے گا تو لوگ جاہلوں کو امیر اور (صدر) بنائیں گے اور ان (سے مسائل اور معاملات کے بارے میں) سوال کئے جائیں گے تو وہ بغیر علم کے فتوے دیں گے اور خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔ ۳

(۱) بخاری و مسلم۔ (۲) مشکوۃ شریف۔ (۳) مشکوۃ شریف

عمر میں بے برکتی ہو جائے گی

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ وقت جلدی جلدی نہ گزرنے لگے (پھر اس کی تشریح فرمائی کہ) ایک سال ایک ماہ کے برابر ہوگا اور ایک ماہ ایک ہفتہ کے برابر ہوگا اور ایک ہفتہ ایک دن کے برابر ہوگا اور ایک دن ایک گھڑی کے برابر ہوگا اور ایک گھڑی ایسے گزر جائے گی جس طرح آگ کا شعلہ یکا یک بھڑک کر ختم ہو جاتا ہے۔[1]

وقت جلدی جلدی گزرنے کا مطلب کیا ہے۔ اس کے بارے میں شراح حدیث کے مختلف اقوال ہیں۔ اقرب اور راجح یہ ہے کہ عمریں بے برکت ہو جائیں گی اور انسان اپنی عمر سے دین و دنیا کے وہ سب فائدے حاصل نہ کر سکے گا جو اس قدر لمبے وقت میں حاصل ہو سکتے تھے۔[2]

فقیر عرض کرتا ہے کہ آئندہ عمروں میں کیا کچھ بے برکتی ہونے والی ہے اسے تو خدا ہی جانے۔ اس وقت کا حال تو یہ ہے کہ جب مہینہ یا ہفتہ ختم ہو جاتا ہے تو فوراً خیال آتا ہے کہ ابھی تو شروع ہوا تھا یکا یک ختم ہو گیا۔ اس حقیقت سے آج کل کے انسان انکار نہیں کر سکتے۔

کنجوسی عام ہوگی اور قتل کی کثرت ہوگی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ (آئندہ چل کر) زمانہ جلدی جلدی گزرنے لگے گا اور علم اٹھ جائے گا فتنے ظاہر ہوں گے اور دلوں میں کنجوسی ڈال دی جائے گی اور قتل کی کثرت ہوگی۔[3]

---

(۱) ترمذی شریف۔ (۲) مشکوۃ شریف۔ (۳) صحیحین

شراب کو نام بدل کر حلال کریں گے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سب سے پہلے اس طرح اسلام کو بگاڑنے کی کوشش کی جائے گی کہ شراب پیئیں گے صحابہؓ نے سوال کیا کہ مسلمان شراب پیئں گے؟ حالانکہ خدا نے اسے سختی سے حرام فرمایا ہے آپ ﷺ نے فرمایا اس کا نام بدل کر حلال کر لیں گے۔ (دارمی)

یعنی اسلام کے مدعی اس زمانے میں سے اس قدر دیدہ دلیر ہوں گے کہ خدا کو بھی دھوکہ دینے کی کوشش کریں گے۔ شراب جیسی چیز کو بھی جسے قرآن نے ناپاک اور شیطان کا فعل اور آپس کے بغض و عداوت کا باعث اور ذکر اللہ اور نماز سے روکنے کا شیطانی آلہ بتا کر سختی سے بچنے کا حکم فرمایا ہے نہ صرف پیئیں گے بلکہ اس کا نام بدل کر حلال سمجھ لیں گے۔ عالموں اور مفتیوں کو اس کا نام کچھ اور بتا دیں گے جس سے حرمت کا فتویٰ نہ دیا جا سکے۔ ایک شراب ہی کیا آج کل تو بہت سی حرام چیزوں کو تاویل کر کے حلال سمجھ لیا گیا ہے اور تاویلیں اس قدر لچر ہیں کہ تار عنکبوت (مکڑی کا جالا) سے زیادہ ان کی حقیقت نہیں ہے۔ مثال کے طور پر قرآن پڑھانے ہی کی اجرت کو لے لیجئے کہ اسے ناجائز سمجھتے ہیں اور پھر اس تاویل سے حلال بھی کہا جاتا ہے کہ صاحب ہم تو وقت کی اجرت لیتے ہیں، تو گویا جن اکابر سلف نے ناجائز ہونے کا فتویٰ دیا تھا ان کے زمانہ میں بغیر وقت خرچ کئے ہی قرآن حکیم کی تعلیم دینے کا کوئی طریقہ موجود ہوگا۔

اسی طرح رشوت کو ہدیہ سمجھ کر حلال سمجھ لیا جاتا ہے۔ حالانکہ اگر کھود کرید کر پتہ لگایا جائے تو وہ رشوت ہی نکلے گی۔ فقہا نے لکھا ہے کہ جو شخص کسی حاکم کو اسکے

عہدہ پر فائز ہونے سے پہلے رشتہ داری یا دوستانہ میں کچھ لیا دیا کرتا تھا تو اس کا لینا تو ہدیہ ہے اور عہدہ پر جانے کے بعد جو لوگ دینے لگتے ہیں وہ سب رشوت ہے۔

مسلم کی ایک حدیث میں ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ایک صاحب کو زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے بھیجا جنھیں ابن اللتبیہ کہتے تھے۔ جب وہ زکوٰۃ وصول کر کے لائے تو عرض کیا یہ تمہارا ہے (یعنی بیت المال کا حصہ ہے) اور یہ مجھے ہدیہ دیا گیا ہے۔ یہ سن کر رسول خدا ﷺ نے خطبہ دیا اور حمد وصلوٰۃ کے بعد فرمایا۔

اما بعد۔ میں تم میں سے بعض لوگوں کو ان کاموں کے لئے مقرر کرتا ہوں جن کا خدا نے مجھے متولی بنایا ہے تو ان میں سے ایک آ کر کہتا ہے کہ یہ تمہارا ہے اور یہ مجھے ہدیہ دیا گیا ہے (اگر ایسی ہی پوزیشن رکھتا تھا) تو اپنے باپ یا ماں کے گھر میں کیوں نہ بیٹھ گیا۔ پھر دیکھتا کہ اسے ہدیہ دیا جاتا ہے یا نہیں۔''

''کیوں نہ بیٹھا اپنے باپ یا ماں کے گھر میں۔'' اس سے معلوم ہو رہا کہ جو چیز عہدہ کی وجہ سے ملے وہ رشوت ہی ہے۔ اعاذنا اللہ منہ

حرام چیز کا نام بدل کر اور اس کی دوسری صورت بنا کر حلال سمجھ لینا اس امت سے پہلے لوگوں میں بھی رائج تھا چنانچہ صحیحین کی ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہودیوں پر خدا کی لعنت ہو کہ خدا نے جب چربی کا استعمال ان پر حرام کر دیا تو اسے اچھی صورت میں (یعنی تیل بنا کر) بیچ اور اس کی قیمت کھا گئے۔

سود عام ہوگا اور حلال وحرام کا خیال نہ کیا جائے گا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے

ارشاد فرمایا کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ انسان یہ پرواہ نہ کرے گا کہ اس نے حلال حاصل کیا یا حرام لیا[1]

بعض لوگ کہہ دیتے ہیں آج کل حلال تو ملتا ہی نہیں لیکن یہ سمجھنا کہ حلال آج کل ملتا ہی نہیں نفس کا دھوکہ ہے چونکہ حلال کا دھیان رکھنے کی وجہ سے انسان قیود و حدود میں بندھ جاتا ہے اور بقول حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ:

الحلال لا یحتمل السرف

حلال میں فضول خرچی کی گنجائش نہیں ہوتی۔

اور عیش و مستی کی زندگی گزارنے کا موقع نہیں ملتا۔ اس لئے نفس یہ تاویل سمجھاتا ہے کہ آج کل حلال تو ملتا ہی نہیں لہٰذا حرام حلال کا خیال فضول ہے۔ لیکن جن بندوں کے دل میں خدا کا خوف ہے اور جنہوں نے سرور عالم ﷺ کا فرمان:

لا یدخل الجنة لحم نبت من السحت و کل لحم نبت من السحت کانت النار اولی به. الحدیث.

جنت میں وہ گوشت داخل نہ ہوگا جو حرام سے بڑھا ہو جو گوشت حرام سے بڑھا ہو دوزخ اس کی زیادہ مستحق ہوگی[2]

سنا ہے وہ حلال ہی کا دھیان رکھتے ہیں اور خدا انہیں حلال ہی دیتا ہے. اگرچہ حلال ان کو زیادہ نہیں ملتا اور حلال طلب کرنے والوں کو بسا اوقات دنیوی ضرورتیں بھی رکی رہتی ہیں۔ لیکن آخرت کے بے پناہ عذاب سے بچنے کے لئے دنیا کی جلد ہی ختم ہو جانی والی تکلیفوں کا برداشت کرنا ہر عقلمند کے لئے ضروری اور لازمی ہے۔

(۱) بخاری شریف۔ (۲) مشکوۃ شریف

یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ حلال ملنے کی دقت بھی تو خود ہماری ہی پیدا کردہ ہے اگر تقوی اور پرہیزگاری کی طرف لوگوں کا رخ ہو جائے اور سب حلال کمانے کی فکر کریں تو جو مشکلات آج پیدا ہو رہی ہیں وہ کسب حلال میں ہرگز پیش نہ آئیں مگر حال یہ ہے کہ جو دیندار اور پرہیزگار سمجھے جاتے ہیں۔ برس ہا برس کے نمازی ہیں وہ بھی کمانے کے سلسلہ میں مفتی صاحب کی خدمت میں یہ معلوم کرنے کے لئے نہیں پہنچتے کہ میں تجارت کرنا چاہتا ہوں یا فلاں محکمہ میں مجھے ملازمت مل رہی ہے یہ جائز ہے یا ناجائز؟ اور تجارت میں فلاں معاملہ مشروع ہے یا غیرمشروع؟ ہاں سجدہ سہو اور وضو غسل کے مسائل خوب پوچھتے ہیں اور ان کے بارے میں خوب بحث بھی کی جاتی ہے۔ حالانکہ شریعت میں ہر محکمہ اور ہر معاملہ کے احکام موجود ہیں۔ حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی شریعت کے ساتھ یہود کا یہی معاملہ تھا کہ بعض پر عمل کرتے اور بعض کو پس پشت ڈال رکھا تھا۔ اس حقیقت کو خداوند قدوس نے یوں ارشاد فرمایا ہے۔

أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ (البقرۃ: ۸۵)

ترجمہ:- کیا خدا کی کتاب کے ایک حصہ پر تمہارا ایمان ہے اور تم اسی کتاب کے کچھ حصوں کا انکار کرتے ہو؟ (بقرہ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے دس درہم (تقریباً) کا کپڑا خریدا اور اس میں ایک درہم بھی حرام کا تھا (یعنی دسواں حصہ بھی اگر حرام کا ہو) تو جب تک وہ کپڑا اس کے جسم پر رہے گا خدا اس کی نماز قبول نہ فرماوے گا۔

دوسری حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک ایسے شخص کا ذکر فرمایا جو لمبے سفر میں ہو (یہ اس لئے فرمایا کہ مسافر کی دعا قبول ہوتی ہے اور اس کی شکستہ

حالی کا یہ عالم ہو کہ) بال بکھرے ہوئے ہوں، غبار آلود ہو (اور) آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے ہوئے یا رب یا رب کہہ کر دعا کرتا ہو اور اس کا کھانا بھی حرام ہو، لباس بھی حرام ہو اور اس حرام کی غذا رہی ہو تو اس وجہ سے کس طرح اس کی دعا قبول ہوگی۔ ا

ان وعیدوں کے باوجود بھی مسلمانوں کا یہ حال ہے کہ حرام لینے میں ذرا بھی نہیں جھجکتے حالانکہ آنحضرت ﷺ نے مشتبہ چیز تک سے بچنے کا حکم فرمایا تھا کہ۔

دع ما یریبک الی مالا یریبک (مشکوٰۃ)

ترجمہ:- شک میں ڈالنے والی چیز کو چھوڑ کر اس کی طرف بڑھ جو تجھے شک میں نہ ڈالے۔

احمد اور دارمی کی روایتوں میں اس کی مزید توضیح اس طرح آئی ہے۔

البر ما اطمانت الیہ النفس واطمان الیہ القلب والاثم ماحاک فی النفس وتردد فی الصدر وان افتاک الناس.

ترجمہ:- بھلائی وہ ہے جس سے نفس مطمئن ہو جائے اور دل میں کھٹکا نہ رہے اور گناہ وہ ہے جو دل میں کھٹکے اور اس کے کرنے سے سینے میں گھٹن محسوس ہو (یعنی اس کے حلال ہونے کی دل گواہی نہ دے اگرچہ مفتی تجھے (اس کے حلال ہونے کا) فتوی دیں۔

ترمذی اور ابن ماجہ کی ایک روایت میں ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ بندہ اس وقت تک متقی نہ ہوگا جب تک حلال کو بھی اس خوف سے نہ چھوڑ دے کہ کہیں حرام نہ ہو۔۲

---

(۱) مسلم شریف (۲) اخرجہ فی المشکوٰۃ

سود عام ہوگا

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ لوگوں پر ضرور ضرور ایک ایسا دور آئے گا۔ کہ کوئی شخص ایسا باقی نہیں رہے گا جو سود کھانے والا نہ ہو اور اگر سود بھی نہ کھائے گا تو اسے سود کا دھواں اور بعض روایات میں غبار پہنچ جائے گا۔[۱]

یہ پیشین گوئی بھی اس وقت صادق آ رہی ہے۔ بنکوں سے تعلق رکھنے والوں اور بنک کے ذریعہ کاروبار چلانے والوں کو اور پھر ان سے شرکت یا ملازمت کے ذریعہ روپیہ حاصل کرنے والوں کو شمار کرلو اور پھر دیکھو کہ سود سے یا اس کے اثر سے کون بچ رہا ہے؟

چرب زبانی سے روپیہ کمایا جائے گا

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک ایسے لوگ موجود نہ ہو جائیں جو اپنی زبانوں کے ذریعے پیٹ بھریں گے جیسے گائے بیل اپنی زبانوں سے پیٹ بھرتے ہیں۔[۲]

''زبانوں کے ذریعے پیٹ بھریں گے'' یعنی لمبی لمبی تقریریں کر کے اور گھنٹوں مسلسل لکچر دے کر عوام کو اپنی جانب مائل کریں گے اور ان کا ذریعہ معاش زبانی جمع خرچ اور لیڈری ہوگا اور اس طریقے سے جو روپیہ ملے گا بلا لحاظ حرام و حلال خوب ہضم کرتے جائیں گے جس طرح گائے بیل خشک و تر کا لحاظ کئے بغیر اپنے سامنے کا تمام چارہ چٹ کر جاتے ہیں۔[۳]

زیادہ بولنا اور مسلسل بولنا رسول خدا ﷺ کو پسند نہ تھا اس لئے بہت سے

---

(۱) احمد ابوداؤد وغیرہ۔ (۲) مشکوٰۃ عن احمد۔ (۳) من المرقات۔

ارشادات میں کم بولنے کی نصیحت فرمائی ہے اور اس عادت سے منع فرمایا ہے کہ بولتے ہی چلے جاؤ اور درمیان میں توقف بھی نہ کرو۔ خود رسول اللہ ﷺ کی عادت تھی کہ جب کوئی بات فرماتے تو تین بار فرماتے تھے تا کہ سمجھنے والے سمجھ لیں یہ نہیں کہ ایک بات کہی پھر دوسری پھر تیسری اور مسلسل بولتے رہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے کلمات علیحدہ علیحدہ ہوتے تھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ تمہاری طرح بات میں بات نہ پروتے جاتے تھے بلکہ اس طرح کلام فرماتے تھے کہ تمام کلمات الگ الگ ہوتے تھے (اور) جسے پاس بیٹھنے والے یاد کر لیتے تھے۔ (مشکوٰۃ شریف)

مگر آج سب سے اچھا مقرر اسی کو سمجھا جاتا ہے جو کئی گھنٹے مسلسل بولتا جائے اور ایسی تقریر کرے جو بہت سے حاضرین کی سمجھ سے بھی بالاتر ہو۔ ابو داؤد کی روایت میں ہے کہ ایک شخص نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے سامنے بھی تقریر کر ڈالی تو حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر یہ زیادہ نہ بولتا تو اس کے لئے بہتر تھا۔ کیونکہ میں نے رسول خدا ﷺ سے سنا ہے کہ مجھے کم بولنے کا حکم دیا گیا ہے کیونکہ کم بولنا ہی بہتر ہے ابو داؤد اور ترمذی کی ایک روایت میں ہے جو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ خدا یقیناً زبان دراز آدمی سے بہت ناراض رہتا ہے جو (بولنے میں) اپنی زبان کو اس طرح چلاتا ہے جیسے گائے (کھانے میں) اپنی زبان (دانتوں اور زبان کے آس پاس) چلاتی ہے۔

چونکہ دور حاضر کے لیڈر اور واعظوں اور مقرروں کی غرض شاہراہ عمل پر ڈالنا نہیں ہوتی بلکہ صرف یہ مقصد ہوتا ہے کہ لوگ ہماری تقریر سے محظوظ ہوں اور ہمارے معتقد بن جائیں اس لئے وعظ و تقریر کا اثر بھی نہیں ہوتا۔ ایسے لوگوں کے

حق میں سرور کائنات ﷺ نے فرمایا ہے۔

من تعلم صرف الکلام قلوب الرجال الناس لم یقبل اللہ منه یوم القیٰمة صرفاً ولا عدلاً (مشکوٰۃ)

ترجمہ:- جس نے بات پھیرنے کا طریقہ اسلئے سیکھا کہ لوگوں کے دلوں کو اپنے پھندے میں پھنسائے قیامت کے دن خدا نہ اس کا نفل قبول کرے گا نہ فرض۔

گمراہ کن لیڈر اور جھوٹے نبی پیدا ہوں گے

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نہیں جانتا یہ میرے ساتھی (حضرات صحابہ) واقعتاً بھول گئے یا (ان کو یاد تو ہے مگر) بظاہر بھولے ہوئے سے رہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دنیا ختم ہونے سے پہلے پہلے پیدا ہونے والے فتنہ کے ہر اس لیڈر کا نام مع اس کے باپ اور قبیلہ کے نام کے بتا دیا تھا جس کے ماننے والے ۳۰۰ یا اس سے زائد ہوں ا۔

حضرت ثوبان کی روایت میں ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اپنی امت کے متعلق گمراہ کرنے والے لیڈروں کا خوف ہے۲۔

بخاری اور مسلم کی روایت میں ہے کہ قیامت نہ ہوگی جب تک ۳۰ کے قریب ایسے فریبی (اور) اور جھوٹے نہ آجائیں جن میں ہر ایک کا دعوٰی ہوگا کہ میں نبی ہوں۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ سے لوگ بھلائی کی باتیں پوچھا کرتے تھے (آئندہ کیا کیا بہتری کا زمانہ آنے والا ہے) اور میں آپ سے برائی کے متعلق پوچھا کرتا تھا (کہ آئندہ کیا کیا مصائب بلائیں اور

(۱) ابوداؤد (۲) ترمذی شریف

حوادث وآفات کا ظہور ہونے والا ہے) تاکہ آنے والی بلائیں مجھے نہ گھیر پاویں۔ اسی عادت کے مطابق میں نے ایک مرتبہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم جاہلیت اور خرابی میں پڑے ہوئے تھے خدا نے (اسے دور فرما کر) ہم کو یہ بہتری (یعنی اسلام کی دولت) عنایت فرمائی تو کیا اس بہتری کے بعد برائی کا ظہور ہوگا؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہاں! میں نے عرض کیا۔ پھر اس شر کے بعد بھی خیر ہوگی؟ آپ نے فرمایا ہاں لیکن اس خیر میں کچھ کدورت ہوگی (یعنی وہ خیر صاف نہ ہوگی بلکہ اس میں پانی کی طرح ملاوٹ ہوگی) میں نے عرض کیا کہ کدورت کا کیا مطلب ہے؟ آپ نے فرمایا ایسے لوگ ہوں گے جو میرے طریقہ کے علاوہ دوسرے طریقے پر چلیں گے۔ میرے طرز زندگی کے علاوہ زندگی کے دوسرے طریقوں کی راہ بتائیں گے ان کے فعل تم اچھے بھی دیکھو گے اور برے بھی۔ میں نے عرض کیا تو کیا اس خیر کے بعد بھی شر ہوگا ارشاد فرمایا ہاں دوزخ کے دروازہ پر کھڑے ہو کر (اپنی طرف) بلانے والے ہوں گے (یعنی دوزخ میں لے جانے والے افعال کی دعوت دیں گے) جو شخص ان دروازوں کی طرف چلنے کے لئے ان کی دعوت قبول کر لے گا اسے دوزخ میں پھینک دیں گے۔ میں نے عرض کیا ہمیں ان کا مزید کچھ تعارف کرا دیجئے ارشاد فرمایا وہ ہم ہی میں سے ہوں گے اور ہماری زبانوں والی (مواعظ وحکم کی) باتیں کریں گے میں نے عرض کیا کہ اگر میری زندگی میں وہ وقت آجائے تو ارشاد فرمایئے میں اس وقت کیا کروں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امیر سے چمٹے رہنا۔ میں نے عرض کیا اگر مسلمانوں کی جماعت (اسلامی طریقہ پر منظم) نہ ہو اور نہ ان کا کوئی امام ہو تو کیا کروں؟ ارشاد فرمایا تو ان سب فرقوں سے الگ رہنا اگرچہ تجھے (آبادی میں جگہ نہ ملنے کے سبب) کسی درخت کی جڑ دانتوں سے کاٹنی پڑے اور اسی حال میں تجھے

موت آ جائے (مطلب یہ ہے کہ خواہ کیسی ہی تنگی اور سختی برداشت کرنی پڑ جائے ان فرقوں اور پارٹیوں سے الگ رہنا ہی تیری نجات کا سامان ہوگا)۔(۱)

مسلم شریف کی ایک دوسری روایت ہے کہ حضرت حذیفہؓ کے سوال پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے بعد ایسے رہبر ہوں گے جو میری ہدایت کو قبول نہ کریں گے اور میرے طریقے کو اختیار نہ کریں گے اور عنقریب ان میں سے ایسے لوگ کھڑے ہوں گے جن کے دل انسانی بدن میں ہوتے ہوئے بھی شیطان والے دل ہوں گے۔

مدعیان نبوت، باطل کے داعی اور گمراہی کے رہبر صدیوں سے ہوتے چلے آئے ہیں اور اس دور میں تو ایسے لوگوں کی بہت ہی کثرت ہے جو ملحدانہ اور غیر اسلامی نظریوں کی دعوت دیتے ہیں ان کا بصیرت افروز بیان اور روح پرور تقریریں قرآن حکیم کی آیات اور سرور عالم ﷺ کے ارشادات سے پر ہوتی ہیں مگر ان آیات و احادیث سے کفر و الحاد کے نظریوں کی تائید کی جاتی ہے اور غضب کی بات یہ ہے کہ جن لوگوں نے اسلامی نظریات کو سمجھا تک نہیں وہ چند آیات و احادیث یاد کر کے دوسری پارٹیوں کے نظریات کو خالص اسلامی بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایک طرف گمراہ کن لیڈروں نے امت کو برباد کر رکھا ہے۔ دوسری طرف جاہل اور دنیا دار پیروں نے ایمان و اعمال صالحہ سے کھو دیا ہے۔ پیر کو نذرانہ دینا، قبروں کی زیارت کرنا، عرسوں کے جلوے دیکھنا اور اولیائے سلف کے ارشادات اور قصوں کو یاد کر لینا اور بیان کر دینا ہی نجات کا سامان سمجھا جاتا ہے حالانکہ اسلام کی موٹی موٹی باتوں (روزہ نماز وغیرہ تک سے) پیر بھی بھاگتے ہیں اور مرید بھی اعمال صالحہ کے اعتبار سے صفر ہی نظر آتے ہیں۔ پھر آیات و احادیث کی وہ دلچسپ

(۱) صحیحین

اورمن گھڑت تفسیریں گھڑ رکھی ہیں جن میں سے بعض تو سراسر کفر ہیں جہاں مثنوی مولانا روم کے کچھ اشعار یاد ہوئے حضرت جنیدؒ و شبلیؒ کے کچھ ارشادات کا پتہ چلا اور خواجہ اجمیریؒ اور دیگر اولیائے امت کی کچھ کرامتیں معلوم ہوئیں بس کامل و مکمل بن گئے۔

قتل کی اندھیر گردی ہوگی

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے خدا کی قسم کھا کر ارشاد فرمایا کہ اس وقت تک دنیا ختم نہ ہوگی جب تک لوگوں پر ایسا دن نہ آجائے کہ قاتل کو یہ علم بھی نہ ہوگا کہ میں نے کیوں قتل کیا اور مقتول یہ نہ جانے گا کہ میں کیوں قتل ہوا کسی نے عرض کیا ایسا کیوں ہوگا؟ ارشاد فرمایا فتنوں کی وجہ سے قتل (بہت ہی زیادہ ہوگا) پھر ارشاد فرمایا (ان فتنوں میں) قتل کرنے والا اور قتل ہونے والے دونوں جہنم میں داخل ہوں گے۔[1]

قاتل کا دوزخی ہونا تو ظاہر ہے کہ اس نے ناحق دوسرے کا خون کیا اور مقتول کے دوزخی ہونے کی وجہ دوسری حدیث میں یہ آئی ہے کہ چونکہ وہ بھی دوسرے کو قتل کرنے کی فکر میں لگا ہوا تھا اس لئے وہ بھی دوزخی ہوگا۔ (بخاری)۔

آج کل جس قدر قتل واقع ہو رہے ہیں۔ عموماً ان کی وجہ فتنوں کے سوا کچھ نہیں ہوتی۔ قومی عصبیت اور فرقہ پرستی کے باعث ہزاروں جانیں ختم ہو جاتی ہیں اور قاتل کو مقتول کی خبر نہیں ہوتی نہ مقتول کو قاتل کا پتہ چلتا ہے۔ دوسرے فرقہ کا جو شخص ہاتھ لگا ختم کر ڈالا اور اس کے ختم کرنے کے لئے بس یہی دلیل کافی ہے کہ وہ قاتل کے فرقہ میں سے نہیں ہے۔ چند انسانوں کے نظریوں کی جنگ نے ایسے

(۱) مسلم شریف

ایسے آلات جنگ تیار کر لئے ہیں کہ شہر کے شہر ذرا دیر میں فنا کے گھاٹ اترتے چلے جاتے ہیں پھر تعجب یہ ہے کہ ہر فریق یہ بھی کہتا ہے کہ ہم امن چاہتے ہیں سرور دو عالم ﷺ نے فرقہ وارانہ قتل وقتال کے حق میں فرمایا ہے۔

ومن قاتل تحت راية حمية يغضب لعصبية او يدعو لعصبية او ينصر عصبية فقتل فقتلة جاهلية وفی رواية ليس منا من دعا الی عصبية وليس منا من قاتل عصبية وليس منا من مات علی عصبية (مشکوٰۃ)

ترجمہ:- جس نے ایسے جھنڈے کے نیچے جنگ کی جس کا حق یا باطل ہونے کا علم نہ ہو اور عصبیت کی ہی خاطر غصہ ہوتا ہو اور عصبیت ہی کے لئے دعوت دیتا ہو، عصبیت ہی کی مدد کرتا ہو تو اگر وہ مقتول ہوا تو جاہلیت کی موت قتل ہوا۔ دوسری روایت میں ہے کہ وہ ہم میں سے نہیں جو عصبیت کی دعوت دے اور عصبیت کے لئے جنگ کرے اور عصبیت پر مر جائے۔

''ایک صحابی نے دریافت کیا یا رسول اللہ عصبیت کیا ہے؟ ارشاد فرمایا کہ ظلم پر اپنی قوم کی مدد کرنا[1]

امانت اٹھ جائے گی

حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ہمیں دو باتیں بتائی تھیں۔ جن میں سے ایک دیکھ چکا ہوں اور دوسری کا منتظر ہوں۔ ایک بات تو آپ ﷺ نے ہمیں یہ بتائی تھی کہ بے شک انسانوں کے دلوں کی گہرائیوں میں امانت اتار دی گئی پھر اس کی (تفصیلات) کو لوگ قرآن سے اور رسول اللہ ﷺ کے طرز عمل سے سیکھ گئے (اس کو میں اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا ہوں) دوسری بات

(۱) مشکوٰۃ شریف

آپ نے امانت اٹھ جانے کے بارے میں بتائی اور ارشاد فرمایا کہ انسان ایک بار سوئے گا تو اس کے دل سے امانت اٹھالی جائے گی۔ اور بجائے (اصل امانت کے) فقط ایک نقطہ سارہ جائے گا پھر دوبارہ سوئے گا تو باقی امانت بھی اٹھالی جائے گی۔ اور اس کا اثر نقطہ کی طرح بھی نہ رہے گا بلکہ ٹھیٹ کی طرح رہ جائے گا۔ جیسے تم پاؤں پر چنگاری ڈالو اور اس کی وجہ سے ایک آبلہ (چھالا) پڑ جائے جو اوپر سے پھولا ہوا دکھائی دے اور اندر سے کچھ نہ ہو۔ پھر ارشاد فرمایا کہ لوگ آپس میں معاملات کریں گے تو کوئی امانت ادا کرنے والا نہ ملے گا اور یہ تذکرے ہوا کریں گے کہ فلاں قبیلہ میں فلاں شخص امانت دار ہے (یعنی تلاش کرنے سے بمشکل کوئی امانت دار ملا کرے گا) اور انسان کی تعریف میں یوں کہا جائے گا کہ فلاں بڑا عقلمند (چلتا پرزہ) ہے اور بڑا ہی ظریف ہے اور بڑا ہی قوی ہے۔ حالانکہ اس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان نہ ہوگا۔

یعنی تعریف ایمانداری کی نہیں بلکہ چال بازی کی ہوا کرے گی۔ حضرت حذیفہؓ نے امانتداری کا زمانہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا اور امانت ختم ہو جانے کا دور آنے سے پہلے ہی دنیا سے رخصت ہو گئے مگر ہماری آنکھیں آج اس دوسرے زمانہ کو دیکھ رہی ہیں کہ امانت عنقا ہو گئی ہے۔ انسانوں کی عام زندگی کا رخ اس طرف مڑ گیا کہ جہاں تک ہو سکے دوسرے سے لے لو اور جس طرح بھی ہو اس کا حق نہ دو۔ اگر کوئی اپنا حق بھول جائے تو بہت غنیمت سمجھا جاتا ہے اور اسے حق یاد دلانے اور ادا کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی جاتی۔ ریل میں مثلاً بغیر ٹکٹ بیٹھے چلے گئے اور ٹکٹ چیکر کو پتہ نہ چلا تو ہرگز یہ نہ سوچیں گے کہ ہم خود حق ادا کر دیں بلکہ حق دبا لینے پر خوش ہوں گے کہ آج تو ہم نے مفت میں سفر کیا اور ٹی ٹی کو (گالی دے کر) کہیں گے کہ دھیلہ بھی نہ دیا۔ یہ بھی واضح رہے کہ امانت داری کا صرف مال ہی

سے تعلق نہیں بلکہ ہر وہ حق جو ہمارے ذمہ کسی کا ہو اس کی حق تلفی خیانت میں شامل ہے۔ مثلاً حدیث شریف میں ہے کہ مجلسیں امانت کے ساتھ ہوتی ہیں (یعنی مجلس کی بات نقل کرنا امانت داری کے خلاف ہے) نیز رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی شخص بات کرے اور اسے چھپانے کے لئے ادھر ادھر دیکھتا ہو (کہ کوئی سن تو نہیں رہا) تو وہ بات امانت ہے اور فرمایا کہ جس سے مشورہ لیا جائے وہ امانت دار ہوتا ہے اور فرمایا کہ یہ بڑی خیانت ہے کہ تمہارا بھائی تمہیں سچا سمجھ رہا ہو اور تم اس سے جھوٹی بات بیان کر رہے ہو اور فرمایا کہ جو شخص کسی جماعت کا امام بنا اور اس نے صرف اپنے لئے دعا کی (اور مقتدیوں کو دعا میں شامل نہ کیا) تو اس نے خیانت کی اور جس نے بلا اجازت کسی کے گھر میں نظر ڈالی تو اس نے بھی خیانت کی۔ (مشکوٰۃ)

یعنی یہ تمام باتیں امانت داری کے خلاف ہیں۔ ہر ملک و قوم اور خاندان میں، عقلمندی، خوش طبعی، چالاکی، دلیری، جسمانی قوت مالداری، زراندوزی وغیرہ تو پائی جاتی ہیں مگر علم حقیقی، شرافت، اخلاق نبوی ﷺ صداقت، سخاوت، رحم، تسلیم، رضا، صبر، تفویض، توکل، ایثار، امانت داری وغیرہ وغیرہ اوصاف حمیدہ کا حاصل کرنا تو درکنار ان کا سمجھنا بھی بے ضرورت سا ہو گیا ہے۔

بلند مکانات پر فخر کیا جائے گا اور نالائق حکمراں ہوں گے

حضرت عمرؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ کی خدمت میں آ کر ایک صاحب نے دریافت کیا کہ قیامت کب آئے گی؟ آپ نے ارشاد فرمایا ہمیں اور تم اس معاملہ میں برابر ہیں (یعنی اس کا جیسے تمہیں پتہ نہیں مجھے بھی علم نہیں) ان صاحب نے عرض کیا تو اس کی نشانیاں ہی بتا دیجئے۔ آپ

ﷺ نے ارشاد فرمایا (اس کی بعض نشانیاں) یہ ہیں کہ عورتیں ایسی لڑکیاں جننے لگیں جوان (ماؤں) پر حکم چلائیں اور تم دیکھو گے کہ ننگے پیر اور ننگے بدن والے تنگدست اور بکریاں چرانے والے مکانات کی بلندی پر فخر کریں گے۔ (یہ حضرت عمرؓ کی روایت کے الفاظ ہیں) اور حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب تم ننگے پیر اور ننگے بدن والوں، گونگوں بہروں کو زمین کا بادشاہ دیکھو (اس وقت قیامت قریب ہوگی)۔[1]

مکانات کی بلندی پر فخر کرنا اور ایسی اولاد کا پیدا ہو جانا جو والدین پر حکم چلائیں اس دور میں ہو بہو موجود ہے۔ جو اہل ثروت اور سرمایہ دار ہیں وہ تو بڑی بڑی بلڈنگیں بناتے ہی ہیں مگر جن کے پاس کھانے پہننے کو بھی نہیں وہ بھی پیٹ کاٹ کاٹ کر اور قرض لے لے کر اپنے گھروں کی عمارت اونچی بنانے کی فکر میں رہتے ہیں۔ جہاں انسان کے اور اوصاف کی تعریف کی جاتی ہے وہاں عمدہ مکان بیٹھک و بنگلا کا مالک ہونا بھی زبان پر آجاتا ہے۔

ننگے بدن اور ننگے پیر والے بادشاہ تو ابھی موجود نہیں ہوئے آئندہ ضرور ہوں گے جیسے کہ سرور عالم ﷺ نے خبر دی ہے البتہ ایسے حکمران اس وقت بھی موجود ہیں جنہیں ''گونگا'' اور بہرا کہنا بالکل صحیح ہے کیونکہ ان میں نہ حق سننے کی صلاحیت ہے نہ حق کہنے کی قابلیت ہے ان کے مخالف اخبار اور لیڈر ان کو حق پر لانے کی بہت کوشش کرتے ہیں۔ مضامین اور آرٹیکل لکھ کر بھی جھنجھوڑتے ہیں مگر گورنر ہوں یا وزراء یا نیچے کے حکمراں ہوں اپنی کج روی کو چھوڑنے کیلئے ذرا ٹس سے مس نہیں ہوتے۔ ان کی گویائی کا یہ عالم ہے کہ تقریروں اور بیانوں میں اس قدر صاف اور صریح جھوٹ بول جاتے ہیں کہ اخبارات ان کے جھوٹ کی داد دیتے

---

(۱) صحیحین

دیتے تھک جاتے ہیں اور عوام کے دلوں سے اپنے حکمرانوں کی بات کا اعتماد اٹھتا چلا جاتا ہے۔ پھر نااہل اس قدر ہیں کہ جو محکمہ ان کے سپرد کیا جاتا ہے وزیر د گورنر ہے اور ہزاروں روپے کی تنخواہ بٹورنے کے شوق میں اسے قبول تو کر لیتے ہیں مگر محکمہ کی ذمہ داریوں کو پوری طرح انجام دینے سے قاصر رہتے ہیں۔ بخاری شریف میں ہے کہ رسول خدا ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر ایک دیہاتی نے سوال کیا کہ قیامت کب آئے گی؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب امانت داری جاتی رہے تو قیامت کا انتظار کرنا سائل نے دوبارہ دریافت کیا کہ امانت داری کیسے ضائع ہوگی؟ ارشاد فرمایا جب عہدے نااہلوں کے سپرد کر دیئے جائیں (جیسے صدارت، قیادت، حکومت، وزارت، تدریس، امامت، خطابت، افتاء وغیرہ) تو قیامت کا انتظار کرنا (یعنی جب ایسا ہوگا تو امانت داری بھی ضائع کر دی جائے گی اس ارشاد سے معلوم ہوا کہ نالائق حکمرانوں کے علاوہ دوسرے عہدوں پر فائز ہونے والے بھی نااہل ہوں گے۔ چنانچہ آج کل موجود ہیں۔ ملحد، فاسق بخیل، بدکار اور بداخلاق لوگ بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہیں۔ ممبران پارلیمنٹ اس قدر نااہل ہیں کہ معمولی معمولی باتوں پر بحث کرتے کرتے ہفتوں گزر جاتے ہیں اور کسی اچھے نتیجے پر نہیں پہنچتے، جو لوگ معزز اور نااہل عقل سمجھے جاتے ہیں، دولت و ثروت کی وجہ سے انہیں بڑا آدمی کہا جاتا ہے ان کے افعال و کردار بسا اوقات اخبارات میں شائع ہوتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ اس دور کے بڑوں کی بدکرداری کس درجہ بڑھی ہوئی ہے اور سید عالم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ۔

لا تقوم الساعة حتى يكون اسعد الناس بالدنيا لكع ابن لكع

(ترمذی)

ترجمہ:- اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی جب تک دنیا کا سب سے زیادہ

حصہ ایسے شخص کو نہ مل جائے جو خود بھی کمینہ ہوگا اور اس کا باپ بھی کمینہ ہوگا۔

جلد ہی دنیا پر صادق آنے والا ہے۔ اس وقت انسانوں میں بلند اخلاق والے انسان بہت ہی کم ہیں اور وہ وقت موجود ہے جس کا بخاری شریف میں ذکر ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

يذهب الصالحون الاول فالاول وتبقى حفالة كحفالة السعير والتمر لا يباليهم الله بالة.

ترجمہ:- لوگ یکے بعد دیگرے ختم ہوتے جائیں گے اور بیکار لوگ رہ جائیں گے۔ جیسے ردی جو یا کھجور کا کوڑا رہ جاتا ہے۔ خدا ان کی ذرا پرواہ نہ کرے گا۔

ترمذی شریف میں ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی جب تک تم اپنے امام (بادشاہ) کو قتل نہ کر دو اور تلواریں لے کر آپس میں نہ لڑلو اور دنیا کے وارث شریر لوگ نہ بن جائیں۔

سرخ آندھی اور زلزلے آئیں گے صورتیں مسخ ہو جائیں گی اور آسمان سے پتھر برسیں گے

حضرت ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب مال غنیمت کو (گھر کی) دولت سمجھا جانے لگے اور امانت غنیمت سمجھ کر دبا لی جایا کرے اور زکوٰۃ کو تاوان سمجھا جانے لگے اور (دینی) تعلیم دنیا کے لئے حاصل کی جائے اور انسان اپنی بیوی کی اطاعت کرنے لگے اور ماں کو ستائے اور دوست کو قریب کرے اور باپ کو دور کرے مسجدوں میں (دنیا کی باتوں کا) شور ہونے لگے قبیلہ (خاندان) کے سردار بددین لوگ بن جائیں۔ کمینے قوم کے ذمہ دار ہو جائیں۔ انسان کی عزت اس لئے کی جائے تا کہ وہ شرارت نہ پھیلائے (یعنی خوف کی وجہ

سے) گانے بجانے والی عورتیں اور گانے بجانے کے سامان کی کثرت ہو جائے شرابیں پی جانے لگیں اور بعد میں آنے والے لوگ امت کے پچھلے (نیک لوگوں پر لعنت کرنے لگیں تو اس زمانہ میں سرخ آندھیوں اور زلزلوں کا انتظار کرو۔ زمین میں دھنس جانے اور صورتیں مسخ ہو جانے اور آسمان سے پتھر برسنے کے بھی منتظر رہو اور ان عذابوں کے ساتھ دوسری ان نشانیوں کا بھی انتظار کرو جو پے در پے اس طرح ظاہر ہوں گی جیسے کسی لڑی کا تاگہ ٹوٹ جائے اور پے بہ پے دانے گرنے لگیں۔ (ترمذی شریف)

حضرت علیؓ سے بھی یہ روایت ہے اور اس میں یہ بھی مذکور ہے کہ (مرد) ریشمی لباس پہننے لگیں گے۔

اس حدیث میں جن باتوں کی خبر دی گئی ہے وہ اس وقت موجود ہو چکی ہیں اور ان کے بعض نتیجے (یعنی زلزلے وغیرہ) بھی جا بجا ظاہر ہو رہے ہیں۔ اگر امت کے کارناموں پر ایک سرسری نظر ڈالی جائے اور پھر ان عذابوں پر غور کیا جائے جو زلزلوں وغیرہ کی صورت میں سامنے آ رہے ہیں تو اس حقیقت کا پورا پورا یقین ہو جائے گا کہ جو کچھ مصائب و آفات آج ہم دیکھ رہے ہیں وہ ہماری ہی کرتوتوں کا نتیجہ اور بدکاریوں کا بدلہ ہے۔ اس حدیث کی اصل عبارت کے الگ الگ جز کر کے مزید توضیح کرتا ہوں۔ اتخذ الغنی دولا (جب غنیمت کا مال گھر کی دولت سمجھا جانے لگے) اس کی شرح کرتے ہوئے صاحب لمعات لکھتے ہیں۔

و المراد فی الحدیث ان الاغنیاء و اصحاب المناصب یتداولون اموال الغنی ویمنعونها من مستحقیها و یستاثرون بحقوق الفقراء.

ترجمہ:- اس فقرہ کا مطلب یہ ہے کہ سرمایہ دار اور عہدہ دار غنیمت کے مال کو (جو عام مسلمانوں اور فقراء مساکین کا حق ہوتا ہے) آپس میں بانٹ کھائیں

اور مستحقین کو دینے کی بجائے فقراء کا حق خود ہی دبا بیٹھیں۔

صاحب لمعات کا آخری جملہ یعنی و یستاثرون بحقوق الفقراء (کہ مالدار فقراء کا حق خود ہی دبا بیٹھیں) اس طرف اشارہ کر رہا ہے کہ حدیث شریف میں مال غنیمت بطور مثال کے ذکر فرمایا ہے۔ مطلب صرف یہ ہے کہ دنیا کے بااثر اور سرمایہ دار لوگ فقراء کے حقوق خود ہی ہضم کرنے لگیں گے جیسا کہ آج ہم اوقاف کے بارے میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ مساجد کے متولی اور مدارس کے مہتمم اور دیگر اوقاف کے منتظم مستحقین کو محروم رکھتے ہیں اور رجسٹر میں غلط حساب لکھ کر رقم خود ہی دبا لیتے ہیں اور اب تو یہ رواج بہت ہی چل پڑا ہے کہ محض اپنی ذاتی اور دنیوی غرض کے لئے مدارس کھولے جاتے ہیں اور قرآن و حدیث کی خدمت کے نام پر چندہ جمع کر کے عیش پرستی کی جاتی ہے یہ کوئی فرضی افسانہ نہیں بلکہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ جس سے شاید کوئی فرد ہی ناواقف ہو۔ والا مانة مغنما (اور امانت غنیمت سمجھ کر دبا لی جایا کرے۔) یعنی جب کوئی شخص امانت کا مال رکھ دے تو اس میں خیانت کرتے ہوئے ذرا بھی پس و پیش نہ کی جائے اور اسے بالکل اس طرح خرچ کیا جائے جیسے اپنا ہی مال ہو اور میدان جہاد سے بطور غنیمت کے ملا ہو یا باپ دادا کی میراث سے ہاتھ لگا ہو۔ والزکوٰۃ مغرما (اور زکوٰۃ کو تاوان سمجھا جانے لگے) یعنی زکوٰۃ دینا نفس پر ایسا گراں اور ناگوار ہوگا جیسے خواہ مخواہ کسی چیز کا تاوان (ڈنڈ) دینا پڑ جائے اور بغیر کسی ضرورت کے مال خرچ کرنا پڑے ہمارے زمانہ میں زکوٰۃ کے بارے میں یہی ہو رہا ہے کہ سرمایہ داروں میں زکوٰۃ دینے والے بہت ہی کم ہیں اور دینے والوں میں بھی خوش دلی سے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے تو بہت کم ہیں۔

دوسری حدیثوں میں آپ نے زکوٰۃ نہ دینے کے خاص خاص برے نتائج

بھی ذکر فرمائے ہیں۔مثلاً ابن ماجہ کی ایک روایت میں ہے کہ جولوگ اپنے مالوں کی زکوٰۃ روک لیں گے ان سے بارش روک لی جائے گی۔(حتیٰ کہ)اگر چوپائے (گائے بھینس وغیرہ)نہ ہوں تو بالکل بارش نہ ہو یعنی زکوٰۃ نہ دینے پر بھی جو تھوڑی بہت بارش ہو جاتی ہے وہ انسانوں کے لئے نہیں بلکہ خداوند عالم حیوانات کے لئے بارش برساتے ہیں اور ان کے طفیل میں انسانوں کا بھی فائدہ ہو جاتا ہے۔ بڑے شرم کی بات ہے کہ انسان خود اس لائق نہ رہیں کہ اللہ جل شانہ ان پر رحم فرمائے بلکہ چوپایوں کے طفیل میں انہیں پانی دیا جائے (وتعلم لغیر الذین) اور دینی تعلیم غیر دین (یعنی دنیا) کے لئے حاصل کی جائے آج کل علماء اور حافظوں کا یہی حال ہے کہ دنیاوی جاہ وحشمت، دولت وثروت، ملازت اقتدار کی خاطر پڑھتے ہیں۔ چند کوڑیاں ملنے لگیں تو وعظ بھی فرمادیں اور قرآن بھی سکھا دیں۔ تجوید کی مشق بھی کرادیں۔ امامت بھی کرلیں اس کی ذمہ داری کو محسوس کرتے ہوئے پانچوں وقت مصلے پر نظر بھی آئیں اور اگر ملازمت باقی نہ رہے تو اللہ کے لئے ایک گھنٹہ بھی قرآن وحدیث کا درس دینے کو تیار نہ ہوں اور امامت جاتی رہے تو جماعت تو کیا پورا وقت گزر جائے مگر نماز ہی نہ پڑھیں۔

و اطاع الرجل امراته و عق امه.

(اور انسان بیوی کی اطاعت کرے اور ماں کو ستائے)

یعنی بیوی کی ہر جائز و ناجائز خواہش پوری کرے اور ماں کی خدمت کی بجائے اسے تکلیف پہنچائے اس کے آرام وراحت کا خیال نہ کرے اس کا کہنا نہ مانے موجودہ دور میں ایسا ہی ہو رہا ہے۔

وادنیٰ صدیقه واقصٰی اباه.

(اور اپنے دوست کو قریب کرے اور باپ کو دور کرے)

یعنی دوست کی قدر و منزلت تو دل میں ہو مگر باپ کی خدمت اور دلداری کا خیال نہ ہو۔ باپ کی بات پر دوست کی فہمائش و فرمائش مقدم ہو۔ حضرت علیؓ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں وبر صدیقه و جفا اباه (کہ دوست کے ساتھ سلوک کرے اور باپ پر ظلم کرے) جیسا کہ آج ہم اپنی آنکھوں سے ایسے واقعات دیکھ رہے ہیں کہ لوگ ماں باپ کی خدمت سے بہت ہی غافل ہیں۔ حالانکہ حدیثوں میں وسعت رزق اور عمر بڑھنے کے لئے رشتہ داروں کے ساتھ سلوک کرنے کو ارشاد فرمایا گیا ہے۔ بیہقی کی ایک روایت میں ہے کہ اللہ جس گناہ کو چاہتے ہیں معاف فرما دیتے ہیں۔ لیکن والدین کے ستانے کی سزا مرنے سے پہلے دنیا ہی میں دے دیتے ہیں۔

وظهرت الاصوات فی المساجد (اور مسجدوں میں شور ہونے لگے)

یعنی مسجدوں کا ادب و احترام دل سے جاتا رہے گا اور شور و شغب، چیخ و پکار سے گونج اٹھا کریں گی۔ عموماً آج کل مساجد کے ساتھ مسلمانوں کا یہی برتاؤ ہے۔

وساد القبيلة فاسقهم و كان زعيم القوم ارذلهم

(بددین خاندان کے سردار اور کمینے قوم کے ذمہ دار بن جائیں)

بالکل یہی آج کل ہو رہا ہے کہ دین دار اور متقی انسان کو خاندان کی باگ ڈور نہیں سونپی جاتی بلکہ بددین لوگ خاندان کے سردار اور بڑے سمجھے جاتے ہیں۔ جب کوئی جماعت یا پارٹی بنے تو گو اس کے اغراض و مقاصد محض دینی اور اسلامی بنائے جاتے ہوں اور نام بھی خالص مذہبی ہو مگر اس کا صدر و سیکرٹری ایسے شخص کو چنا جاتا ہے جس میں دینداری اور پرہیزگاری خدا ترسی، رحم، زہد، دیانت، امانت وغیرہ صفات حسنہ نام کو بھی نہ ہوں۔

---

(۱) مسلم شریف۔

واکرم الرجل مخافۃ شرہ (اورانسان کی عزت اس لئے کی جائے کہ وہ شرارت نہ پھیلائے) یعنی ادب واحترام، تعظیم واکرام دل میں تو نہ ہو لیکن ظاہری طور پر اس لئے تعظیم سے پیش آنے کا رواج ہو جائے کہ اگر فلاں شخص کو "آداب عرض" نہ کریں تو کوئی شرارت پھیلا دے گا اور اپنے اقتدار اور روپے پیسے کے غرور میں نہ جانے کس وقت کون سی مصیبت کھڑی کر دے۔ اس وقت ہو بہو ایسا ہی ہو رہا ہے کہ جن کی سامنے عزت کی جاتی ہے۔ پیچھے ان پر گالیوں کی بوچھاڑ کی جاتی ہے۔ شریروں کے ہاتھ میں اقتدار آنے اور مال و دولت ان کے پاس ہونے اور عوام کے اس قدر گر جانے کے باعث کہ کسی بااقتدار شخص کو شریر سمجھتے ہوئے بھی بجائے برائیوں سے روکنے اور اس کے سامنے حق کہنے کے عزت سے پیش آنے لگیں یہ اکرم الرجل مخافۃ شرہ کی پیشین گوئی صادق آتی ہے۔

و ظہرت القینات و المعازف (گانے بجانے والی عورتیں اور گانے بجانے کے سامان رائج ہو جائیں) جیسا کہ آج کل ہم دیکھ رہے ہیں کہ جہاں کچھ پیسے پاس ہو جاتے ہیں یا معقول ملازمت مل جاتی ہے تو سب سے پہلے لہو ولعب اور گانے بجانے کا سامان ہی خریدنا ہی ضروری سمجھا جاتا ہے۔ گھر میں گراموفون کا ہونا ترقی کا معیار اور آسودگی کی علامت بن چکا ہے۔ گراموفون بج رہا ہے اور سب چھوٹے بڑے مل کر عشقیہ غزلیں، فحش گانے، گندہ مذاق سنتے ہیں، بیاہ شادی اور دوسری تقریبوں میں باجے اور گانے کا انتظام نہ ہو تو اس تقریب کو بدمزہ اور پھیکا سمجھا جاتا ہے، بزرگوں کے مزارات پر عرس کے نام سے اجتماع ہوتا ہے اور گانے بجانے کا سامان مہیا کر کے تفریح اڑائی جاتی ہے۔ طوائف کے ناچ گانے میں مشغول ہو کر نماز کی بھی فرصت نہیں ہوتی جن بزرگوں کی زندگی خلاف شرع چیزوں کو مٹانے کے لئے وقف تھی ان کے مزارات کھیل تماشوں ناچ اور گانوں

کے اڈے بنے ہوئے ہیں۔ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ گانا دل میں نفاق پیدا کرتا ہے جیسے پانی کھیتی اگاتا ہے۔ (بیہقی)

فرمایا نبی اکرم ﷺ نے کہ میرے رب نے مجھے تمام جہانوں کیلئے رحمت اور ہادی بنا کر بھیجا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ گانے بجانے کا سامان اور بت اور صلیب (جسے عیسائی پوجتے ہیں) اور جاہلیت کی چیزوں کو مٹا دوں۔ (رواہ احمد)

آج کل گانا بجانا زندگی کا اہم جزو بنا ہوا ہے اور ازدواجی زندگی کا معیار بھی اس قدر بدل گیا ہے کہ شوہر و بیوی کے انتخاب کے لئے دیندار اور خدا ترس ہونا نہیں دیکھا جاتا بلکہ مرد نازنین رقاصہ ڈھونڈتا ہے اور بیوی کو ہیرو درکار ہوتا ہے۔ مال و زر کی ہوس میں شریف زادیاں خاندانی عزت کو خاک میں ملا کر اسٹیج پر آرہی ہیں۔ کمپنی کے ایجنٹ اور دلال بہلا پھسلا کر انہیں تباہ کرتے ہیں۔ ایک ایکٹریس اپنے حسن فروشی کے جنون میں ہر وہ حرکت کر گزرتی ہے جو نہیں کرنی چاہئے تھی۔ جب پوسٹروں اور اخباروں میں ان کا تعارف کرایا جاتا ہے اور اس کے رقص کی تعریف کی جاتی ہے تو اس کا دل اور بڑھتا ہے اور بے حیائی کے اور زیادہ مراتب طے کرتی چلی جاتی ہے۔ ضرورت زمانہ کو دیکھ کر اب تو بعض اسکولوں میں بھی رقص کی باقاعدہ تعلیم جاری ہوگئی ہے۔

ریڈیو گھر گھر اچھی باتیں اور عمدہ اخلاق کی تعلیمات پہنچانے کا بہترین ذریعہ ہے مگر اس میں بھی اچھی تقریریں کبھی کبھی ہو جاتی ہیں اور گانے ہر وقت ہوتے رہتے ہیں۔ افسوس کہ اس دور کے ذمہ دار انسان بھی اصلاحی پروگرام کو لے کر آگے نہیں بڑھتے اور مزید تعجب یہ ہے کہ (جو اسلامی اسٹیٹ) کہلاتی ہیں وہاں بھی گانے بجانے، لہو ولعب کے آلات، تھیٹر سینما پر کوئی پابندی نہیں ہے۔

جب آنحضرت ﷺ نے و ظهرت القينات و المعازف کا جملہ ارشاد

فرمایا ہوگا اس کا وہ تفصیلی نقشہ حضرات صحابہؓ کے سامنے نہ آیا ہوگا جو آج ہم دیکھ رہے ہیں۔قربان جایئے اس ہادی و رہنما کے جس نے ساڑھے تیرہ سو برس پہلے انسانوں کی موجودہ خرابیوں سے باخبر فرمایا تھا۔ **و شربت الخمور** (اور شرابیں پی جانے لگیں گی) اس کی تشریح کی ضرورت نہیں۔سب جانتے ہیں کہ عموماً شراب پی جاتی ہے حتیٰ کہ ممالک اسلامیہ میں بھی اس کا اسی طرح رواج ہے جس طرح غیر اسلامی ملکوں میں ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ **و لعن آخر ھٰذہ الامۃ اولھا** (اور بعد میں آنے والے لوگ امت کے پچھلے (نیک) لوگوں پر لعنت کرنے لگیں) یہ پیشین گوئی ...... بھی اس وقت کے مسلمانوں پر صادق آ رہی ہے حتیٰ کہ حضرات صحابہؓ بھی دور حاضر کے مسلمان کہلانے والوں کے نشانوں سے محفوظ نہیں۔

نماز پڑھانے سے گریز کیا جائے گا

حضرت سلامہؓ فرماتی ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یقیناً موت کی نشانیوں میں سے ایک یہ نشانی بھی ہے کہ مسجد والے (امامت کیلئے) ایک دوسرے کو دھکیلیں گے (اور) کوئی امام نہ پائیں گے جو انہیں نماز پڑھائے۔(مشکوٰۃ شریف)

مطلب یہ ہے کہ قیامت کے قریب ایسا زمانہ آئے گا کہ مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے نمازی جمع ہوں گے اور امامت کے لئے حاضرین میں سے کوئی بھی تیار نہ ہوگا جس سے بھی نماز پڑھانے کے لئے درخواست کی جائے وہ کہے گا کہ میں تو اس لائق نہیں ہوں فلاں صاحب پڑھائیں گے حتیٰ کہ کوئی بھی امام نہ بنے گا اور بے جماعت پڑھ کر چل دیں گے۔علامہ طیبی اور صاحب مرقاۃ لکھتے ہیں کہ اس کی وجہ یہ ہوگی کہ ان میں کوئی بھی اس لائق نہ ہوگا جو نماز کے صحیح اور فاسد ہونے کے مسائل سے واقف ہو، ان حضرات نے جو وجہ بتائی ہے بالکل درست ہے اور آج

کل اکثر دیہات میں ایسا ہوتا ہے کہ صرف اس لئے بے جماعت نماز پڑھ لیتے ہیں کہ ان میں کوئی مسائل جاننے والا نہیں ہوتا۔ لیکن بندہ کے نزدیک آج کل نماز پڑھانے سے انکار کرنے کا ایک اور بھی سبب ہے اور وہ یہ کہ بعض جگہ پڑھے لکھے اور مسائل سے واقف بھی موجود ہوتے ہیں مگر انہیں تواضع کا جوش ہوتا ہے اور جس قدر ان سے نماز پڑھانے کے لئے اصرار کیا جاتا ہے اسی قدر جوش تواضع میں انکار کرتے جاتے ہیں اور بعض حضرات نماز پڑھانے کا عذر یہ بیان کرتے ہیں کہ مقتدیوں کی ذمہ داری بہت ہے۔ ہم اسے برداشت نہیں کرتے، اگر شریعت کے نزدیک یہ کوئی عذر ہوتا تو ابتدائے اسلام سے آج تک حضرات سلف نماز پڑھانے سے بچتے رہتے اور سلسلہ جماعت ختم ہی ہو جاتا کیونکہ وہ حضرات اس زمانہ کے لوگوں سے بہت زیادہ آخرت کے فکر مند اور خدا سے ڈرنے والے تھے۔ شریعت مطہرہ نے نماز کے صحیح اور فاسد ہونے کے جو احکام بتائے ہیں۔ ان کا لحاظ رکھتے ہوئے نماز پڑھا دیتے تھے۔ آگے قبول اور عدم قبول اللہ رب العزت کے ہاتھ ہے، ہم تو اس کے مکلف ہیں کہ ارکان وشروط کا پورا دھیان کرلیں۔

ننگی عورتیں مردوں کو اپنی طرف مائل کریں گی

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دوزخیوں کے دو گروہ پیدا ہونے والے ہیں جنہیں میں نے نہیں دیکھا (کیونکہ وہ ابھی پیدا نہیں ہوئے) پھر اس کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک گروہ تو ایسا پیدا ہوگا جو بیلوں کی دموں کی طرح (لمبے لمبے) کوڑے لئے پھریں گے اور ان سے لوگوں کو مارا کریں گے صبح شام اللہ کے غصہ اور ناراضگی ولعنت میں پھرا کریں گے۔ دوسرا گروہ ایسی عورتوں کا پیدا ہوگا جو کپڑے پہنے ہوئے بھی ننگی ہی ہوں گی

(غیر مردوں کو) اپنی طرف مائل کریں گی اور خود بھی (ان کی طرف مائل ہوں گی) ان کے سر اونٹوں کی جھکی ہوئی پشتوں کی طرح ہوں گے۔ نہ جنت میں داخل ہوں گی نہ جنت کی خوشبو سونگھیں گی۔ حالانکہ بلا شک وشبہ اس کی خوشبو اتنی اتنی دور سے آتی ہے۔[1]

اس حدیث میں دو پیشین گوئیاں مذکور ہیں ایک ظالم گروہ کے بارے میں ہے کہ کچھ لوگ کوڑے لئے پھریں گے اور لوگوں کو ان سے پیٹا کریں گے یعنی اقتدار کے نشہ میں ضعیفوں اور بے کسوں پر ظلم کریں گے اور بلا وجہ خواہ مخواہ عام پبلک کو ستائیں گے۔

دوسری پیشین گوئی عورتوں کے حق میں ارشاد فرمائی ہے کہ آئندہ زمانہ میں ایسی عورتیں موجود ہوں گی جو کپڑے پہنے ہوئے ہوں گی لیکن پھر بھی ننگی ہوں گی یعنی اس قدر باریک کپڑے پہنیں گی کہ ان کے پہننے سے جسم چھپانے کا فائدہ حاصل نہ ہوگا یا کپڑا باریک تو نہ ہوگا مگر چست ہونے اور بدن کی ساخت پر کس جانے کی وجہ سے اس کا پہننا اور نہ پہننا برابر ہوگا اور آج کل تو چست ہونے کے ساتھ بدن کا ہمرنگ ہونا بھی داخل فیشن ہو چکا ہے۔ چنانچہ گندمی رنگ کے ایسے موزے داخل لباس ہو چکے ہیں جن کا پیر سے اوپر کا حصہ پنڈلی پر کھال کی طرح چپکا ہوا ہوتا ہے۔

بدن پر کپڑا ہونے اور اس کے باوجود بھی ننگا ہونے کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ بدن پر صرف تھوڑا سا کپڑا اور بدن کا بیشتر حصہ اور خصوصاً وہ اعضاء کھلے رہیں جن کو باحیاء عورتیں غیر مردوں سے چھپاتی ہیں، جیسا کہ یورپ اور ایشیاء کے بعض شہروں مثلاً (بمبئی، رنگو، سنگاپور وغیرہ) میں ایسا لباس پہننے کا رواج ہے کہ

(۱) یعنی برس ہا برس کی مسافت سے

صرف گھٹنوں تک قمیص ہوتی ہے۔ آستینیں مونڈھے سے صرف دو چار انچ ہی بڑھی ہوئی ہوتی ہیں۔ پنڈلیاں بالکل ننگی ہوتی ہیں اور سر بھی دوپٹہ سے خالی ہوتا ہے۔

پھر فرمایا کہ یہ عورتیں غیر مردوں کو اپنی طرف مائل کریں گی اور خود ان کی طرف مائل ہوں گی۔ یعنی ننگا ہونے کا رواج مفلسی کی وجہ سے نہ ہوگا بلکہ ان کی نیت مردوں کو بدن دکھانا اور ان کا دل لبھانا مقصود ہوگا اور لبھانے کا دوسرا طریقہ یہ اختیار کریں گی کہ اپنے سروں کو (جو دوپٹوں سے خالی ہوں گے) مٹکا کر چلیں گی جس طرح اونٹ کی پشت کا بالائی حصہ تیز رفتاری کے وقت زمین کی جانب جھکا کرتا ہے۔ اونٹ کی پشت سے تشبیہ دینے سے یہ بھی بتایا کہ بال پھلا پھلا کر اپنے سروں کو موٹا کریں گی پھر فرمایا کہ ایسی عورتیں جنت میں داخل نہ ہوں گی بلکہ اس کی خوشبو تک نہ سونگھ سکیں گی۔

شریعت اسلامیہ نے زنا کاری سے بھی روکا ہے اور ایسی چیزوں سے بھی روکا ہے جو زنا کی طرف بلانے والی ہیں حتیٰ کہ اس کو بھی زنا فرمایا ہے کہ کوئی عورت تیز خوشبو لگا کر مردوں پر اس لئے گزرے کہ مرد اس کی خوشبو سونگھ لیں۔ (ترغیب)

مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ ہادی عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے اور کانوں کا زنا سننا ہے اور زبان کا زنا بولنا ہے اور ہاتھوں کا زنا پکڑنا ہے اور پیروں کا زنا چل کر جانا ہے۔

حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عورت چھپی ہوئی چیز ہے جب باہر نکلتی ہے تو اسے شیطان تکنے لگتا ہے۔ (مشکوٰۃ)

بیہقی کی ایک روایت میں ہے کہ جو نا محرم پر نظر ڈالے اور جو اپنے اوپر نا محرم کی نظر پڑنے کی خواہش اور تمنا کرے اس پر خدا کی لعنت ہے۔

حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو مسلمان (بلا اختیار و ارادہ) ایک مرتبہ کسی عورت کا حسن دیکھ لے (یعنی اچانک بغیر ارادہ کے اس کی نظر پڑ جائے اور پھر اس نظر کو باقی نہ رکھے بلکہ اپنی آنکھ بند کر لے تو خداوند (اس کے بدلہ) اسے ایسی عبادت نصیب فرمائے گا جس کی حلاوت (مٹھاس) محسوس کرے گا۔ (احمد)۔

بظاہر دوستی اور دل میں دشمنی رکھنے والے پیدا ہوں گے

حضرت معاذ بن جبلؓ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آخر زمانہ میں ایسے لوگ آئیں گے جو ظاہر میں بھائی ہوں گے اور باطن میں دشمن ہوں گے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ ایسا کیونکر ہوگا؟ ارشاد فرمایا کہ بعض کو بعض سے لالچ ہوگا اور بعض کو بعض سے خوف۔ اس لئے ظاہر دوست اور پوشیدہ دشمن ہوں گے۔ (احمد)

آج کل یہ مرض بہت عام ہو گیا ہے کہ کسی کے سامنے تو دوستانہ تعلقات ظاہر کرتے ہیں اور پیٹھ پیچھے دشمنوں کی طرح مذمت اور برائی کرتے ہیں اور اس کا سبب حسب ارشاد سید عالم ﷺ یہی ہے کہ اپنی کسی غرض اور ضرورت پوری ہونے کے لالچ میں دوستی اور تعلقات ظاہر کرتے ہیں اور زبانی تعریفوں کے پل باندھ دیتے ہیں۔ حالانکہ دل میں اسی شخص سے نفرت اور بغض ہی ہوتا ہے۔ اس مذموم حرکت کا دوسرا سبب یہ ارشاد فرمایا کہ دوسرے خوف یعنی اس کے اقتدار و جاہ وحشمت کے باعث خوب تعریف کریں گے حالانکہ دل اس کی برائیوں سے پر ہوگا اور سینہ میں بغض کی آگ بھڑک رہی ہوگی۔

ہمارے زمانہ میں مخالف پارٹیوں کے لیڈروں کے حق میں یہی طریقہ اختیار

کرلیا گیا ہے کہ دل میں تو ان کی جانب سے خوب کوٹ کوٹ کر بغض بھرا ہوتا ہے اور جب ان میں سے کوئی مر جاتا ہے تو اس کی تعریف کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔

ریا کار عابد اور کچے روزہ دار ہوں گے

حضرت شداد بن اوسؓ ایک مرتبہ رونے لگے۔ دریافت کیا گیا کہ آپ کیوں رو رہے ہیں؟ فرمایا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد یاد آ گیا جسے میں نے خود سنا ہے۔ اس نے مجھے رلا دیا اور ارشاد یہ ہے کہ آپ نے فرمایا۔ ''مجھے اپنی امت کے متعلق سب سے زیادہ شرک اور چھپی ہوئی شہوت کا خوف ہے۔

میں نے (تعجب سے) عرض کیا۔ کیا آپ کے بعد آپ کی امت شرک کرنے لگے گی؟ ارشاد فرمایا خبردار! وہ (کسی) آفتاب و ماہتاب اور پتھر و بت کو نہ پوجیں گے بلکہ (ان کا شرک یہ ہو گا کہ) اپنے اعمال کا دکھاوا کریں گے اور چھپی ہوئی شہوت یہ ہو گی کہ ان میں سے ایک شخص روزہ کی نیت کرے گا اور پھر خواہشات نفس میں سے کسی خواہش کے پیش آ جانے کی وجہ سے روزہ چھوڑ دے گا۔ (احمد و بیہقی)

حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ ہم (کچھ صحابہؓ بیٹھے ہوئے) دجال کا ذکر کر رہے تھے کہ اسی اثناء میں آنحضرت ﷺ بھی تشریف لے آئے اور ارشاد فرمایا کہ تمہیں وہ چیز نہ بتا دوں جو میرے نزدیک تمہارے حق میں دجال سے بھی زیادہ خطرہ کی چیز ہے؟ ہم نے عرض کیا جی ارشاد فرمائیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ شرک خفی ہے (جس کی مثال یہ ہے کہ) انسان نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہو اور کسی آدمی کے دیکھنے کی وجہ سے نماز کو بڑھا دیوے۔ (مشکوٰۃ)

حضرت محمود بن لبیدؓ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے

تم پر سب سے زیادہ شرک اصغر (چھوٹے شرک) کا خطرہ ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا شرک اصغر کیا ہے؟ ارشاد فرمایا دکھاوا (احمد)۔

ریا کار آج کل بکثرت موجود ہیں جو حسب ارشاد ﷺ شرک اصغر میں مبتلا ہیں اعاذنا اللہ منہ اس موضوع پر احقر کا ایک رسالہ اخلاص نیت شائع ہو چکا ہے۔ جس میں اخلاص میں صدق اور ریا کی تفصیل درج ہے علاوہ ازیں موجودہ دور کے ریا کاروں کے حال۔ ریا کی مذمت، ریا کاروں کی سزا وغیرہ عنوانات پر مفصل بحث کی ہے۔

ظالم کو ظالم کہنا، نیکیوں کی راہ بتانا، اور برائیوں سے روکنا چھوٹ جائے گا

حضرت عبد اللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے (مجھ سے) فرمایا کہ جب تو میری امت کو اس حال میں دیکھے گا کہ ظالم کو ظالم کہنے سے ڈرنے لگیں تو ان سے رخصت ہو جانا (یعنی ان کی مجلسوں اور محفلوں میں شرکت نہ کرنا) (رواہ الحاکم)۔

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ لا الہ الا اللہ اپنے پڑھنے والوں کو اس وقت تک نفع دیتا رہے گا اور ان سے عذاب و بلا کو دفع کرتا رہے گا جب تک اس کے حق سے لا پرواہی نہ کریں۔ صحابہؓ نے عرض کیا اس کے حق سے لا پرواہی کرنے کا کیا مطلب ہے؟ ارشاد فرمایا اس کے حق کی لا پرواہی یہ ہے کہ اللہ کی نافرمانیاں کھلے طور پر ہونے لگیں اور ان سے روکا نہ جائے اور انہیں بند نہ کیا جائے ترغیب تفسیر درمنثور میں ایک حدیث نقل کی

ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

''جب میری امت دنیا کو بڑی چیز سمجھنے لگے گی تو اسلام کی وقعت ان کے دل سے نکل جائے گی اور جب امر بالمعروف (نیکیوں کی راہ بتانا) اور نہی عن المنکر (برائیوں سے روکنا) چھوڑ دے گی تو وحی کی برکت سے محروم ہو جائے گی اور جب آپس میں ایک دوسرے کو گالیاں دینے لگے گی تو اللہ کی نظر سے گر جائے گی۔''

یہ وہی وقت ہے جس کی مخبر صادق ﷺ نے خبر دی تھی، لا الہ الا اللہ کی بہت سی تسبیحیں پڑھی جاتی ہیں مگر لا الہ الا اللہ نفع نہیں دیتا کیونکہ خدا کی نافرمانیاں کھلم کھلا ہو رہی ہیں اور انہیں بند کرنا تو در کنار انہیں برا ہی نہیں سمجھا جاتا۔ فریضہ تبلیغ (امر بالمعروف نہی عن المنکر) چھوڑ دینے کی وجہ سے وحی کی برکت سے محروم ہیں۔ وحی یعنی خدا کا کلام قرآن حکیم سینوں میں موجود ہے دو کانوں میں رکھا ہے الماریوں میں محفوظ ہے لیکن اس کی برکت (یعنی تقویٰ اور پرہیزگاری) سے عام مسلمان اس لئے محروم ہیں کہ اس کے احکام کی تبلیغ کرنا چھوڑ بیٹھے ہیں۔ گالیاں بکنے کی بہت کثرت ہوگئی ہے اور اللہ کی نظر سے گر کر ذلت و مصیبت کے گڑھے میں پہنچ چکے ہیں۔ دعائیں کرتے ہیں مگر قبول نہیں ہوتیں۔ مصیبتوں سے چھٹکارا چاہتے ہیں مگر خلاصی نہیں پاتے اور اپنے مقصد میں بھلا کیونکر کامیاب ہوں جب کہ سرور عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے یہ ضروری ہے اور پھر ضروری ہے کہ نیکیوں کا حکم کرتے رہو اور برائیوں سے روکتے رہو ورنہ جلد ہی تم سب پر خدا عذاب بھیجے گا پھر اس وقت خدا سے تم بے شک دعا بھی کرو گے لیکن وہ قبول نہ کرے گا۔ (ترمذی شریف)۔

حضرت جریر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کسی قوم میں اگر ایک شخص (بھی) گناہ کرنے والا ہو اور وہ اسے روکنے پر قدرت

رکھتے ہوئے بھی نہ روکیں تو خدا ان پر مرنے سے پہلے ضرور اپنا عذاب بھیجے گا۔ (مشکوٰۃ شریف)۔

ان احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ انسانوں کے اعمال راحت و چین مصیبت اورعذاب کے تخم ہیں اچھے اعمال سے نعمتوں اور عیش و آرام کے پودے نکلتے ہیں اور برے اعمال سے آفات و بلیات کے دروازے کھلتے ہیں۔

احادیث بالا سے صراحۃً معلوم ہو رہا ہے کہ فریضہ تبلیغ کے چھوڑنے سے عام عذاب آتا ہے۔ بارگاہ خداوندی سے دعا رد کر دی جاتی ہے وحی کی برکت سے محروم ہو جاتے ہیں۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک دوسرے کو گالی دینا اللہ جل شانہ کی نظر سے گر جانے کا سبب ہے۔ ان ارشادات کے علاوہ اور بھی بے شمار حدیثوں میں خاص خاص اعمال کے خاص نتیجوں کا ذکر ہے جن میں سے بعض کا اختصار کے ساتھ ذکر کرتا ہوں۔

۱۔ زنا، فحش اور بدکاری، قحط، ذلت اور تنگدستی کا سبب ہیں۔ زنا سے موت کی کثرت ہوتی ہے اور بے حیائی کے کاموں میں پڑنے سے طاعون اور ایسے ایسے مرض ظاہر ہوتے ہیں جو باپ دادوں میں کبھی نہ ہوئے تھے۔ (ترغیب)

۲۔ جس قوم میں رشوت کا لین دین ہو یا خیانت کرتی ہو، ان کے دلوں پر رعب چھا جاتا ہے۔ (مشکوٰۃ)

۳۔ جو لوگ زکوٰۃ نہ دیں ان سے بارش روک لی جاتی ہے۔ (ترغیب)

۴۔ ناپ تول میں کمی کرنے سے رزق بند کر دیا جاتا ہے۔ قحط اور سخت محنت میں مبتلا ہوتے ہیں اور ظالم بادشاہ مسلط ہوتے ہیں اور فیصلوں میں ظلم کرنے کے سبب قتل کی کثرت ہوتی ہے۔ بدعہدی کرنے سے سر پر دشمن مسلط کر دیا جاتا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)

فرمایا اس امت کے آخر میں ایک ایسی جماعت ہوگی جنہیں امت کے پہلے مسلمانوں جیسا اجر ملے گا۔ وہ بھلائیوں کا حکم کریں گے اور برائیوں سے روکیں گے اور فتنے فساد والوں سے جنگ کریں گے۔ (بیہقی)

انہیں اس قدر عظیم الشان اجر اس وجہ سے ملے گا کہ وہ اس کفر و الحاد کے دور میں جب کہ حق بات کہنا بے حد مشکل ہوگا حق بات کہیں گے اور برائیوں کے مٹانے کی کوشش کریں گے۔

نبی اکرم ﷺ سے بے انتہا محبت کرنے والے پیدا ہوں گے

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری امت میں سب سے بڑھ کر مجھ سے محبت رکھنے والے وہ بھی ہوں گے جو یہ تمنا کریں گے کہ کاش ہم اپنا مال اور کنبہ قربان کر کے اپنے رسول کو دیکھ لیتے۔ (مشکوٰۃ)

یعنی میں تو موجود نہ ہوں گا مگر انہیں مجھ سے اس قدر محبت ہوگی کہ صرف میرے دیکھنے کے لئے اپنا سارا مال اور گھر بار کنبہ قبیلہ قربان کرنے کے لئے تیار ہوں گے۔

درندے وغیرہ انسانوں سے بات کریں گے

حضرت ابو سعیدؓ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ خدا کی قسم قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک درندے انسانوں سے نہ بولیں گے اور جب تک انسان کے کوڑے کا اگلا حصہ اور جوتی کا تسمہ اس سے ہم کلام نہ ہوں

گے اور جب تک اس کی ران اسے یہ نہ بتا دے گی کہ تیرے پیچھے تیرے گھر والوں نے یہ کام کیا ہے۔ یعنی قیامت سے پہلے ایسا ضرور ہو جانا ہے۔ (ترمذی شریف)

صرف مال ہی کام دے گا

حضرت مقدام بن معدیکربؓ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یقیناً لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ صرف دینار و درہم ہی نفع دیں گے۔ (احمد)

صاحب لمعات اس ارشاد کی تشریح میں لکھتے ہیں۔

ای لا ینفع الناس الا الکسب یستحفظهم عن الوقوع فی الحرام

ترجمہ:۔ یعنی اس زمانہ میں حلال کما کر ہی دین محفوظ رکھ سکیں گے اور کسب حلال ہی انہیں حرام سے بچائے گا۔

مطلب یہ ہے کہ دین میں اتنے کمزور ہوں گے کہ اگر حلال نہ ملے تو تکلیف اور بھوک برداشت کر کے حرام سے نہ بچیں گے بلکہ حرام میں مبتلا ہو جائیں گے۔ اگر کسی کے پاس حلال مال ہوگا تو اسے حرام سے بچائے گا۔

راقم الحروف کی رائے یہ ہے کہ حدیث میں بتایا گیا ہے کہ ہر معاملہ میں مال ہی سے کام چلے گا۔ دین بھی مال ہی کے ذریعہ محفوظ رکھ سکیں گے اور دنیا کے معاملات میں بھی مال ہی کو دیکھا جائے گا۔ کس پارٹی کے صدر اور سیکرٹری کے انتخاب میں بھی سرمایہ دار ہی کی پوچھ ہوگی۔ قوم و خاندان کے چودھری بھی صاحب ثروت ہی ہوں گے۔ نکاح کے لئے مالدار مرد کی تلاش ہوگی۔ غرض کہ ہر معاملہ میں مال دیکھا جائے گا اور مالدار ہی کو آگے رکھیں گے۔ جیسا کہ ہمارے موجودہ زمانے میں ہو ہی رہا ہے کہ مالدار ہونا شرافت اور بڑائی کی دلیل بن گیا ہے اور فقر و تنگدستی اگرچہ اختیاری نہیں لیکن پھر بھی عیب سمجھی جانے لگی ہے روپیہ

پیسہ کی ایسی عظمت دلوں میں بیٹھ چکی ہے کہ مالدار ہی کو بڑا اور عزت آبرو والا سمجھا جاتا ہے اور اسی حقیقت کے پیش نظر تنگدست اور مفلس بھی تنگدستی کو چھپانے کی کوشش کرتے ہیں افسوس کہ جو فقر مومن کی امتیازی شان تھی وہ عیب بن کر رہ گئی اور اس سے بڑھ کر یہ کہ فقر کی وجہ سے بہت سے لوگ ایمان سے پھر رہے ہیں اور سرور عالم ﷺ کے ارشاد۔

کاد الفقر ان یکون کفرا

ترجمہ:۔ فقر کفر بن جانے کے قریب ہے (مشکوٰۃ)

کا مفہوم خوب سمجھ میں آرہا ہے۔

حضرت سفیان ثوریؒ فرماتے تھے کہ پہلے زمانے میں نیک لوگوں کے ماحول میں مال کو ناپسند کیا جاتا تھا لیکن آج مال مومن کی ڈھال ہے۔ اگر مال نہ ہو تو یہ مالدار ہمارا (یعنی عالموں کا) رومال بنالیں یعنی جس طرح رومال کو میل صاف کر کے ڈال دیتے ہیں اسی طرح تنگدست عالم کو مالدار ذلیل سمجھنے لگیں۔ پھر فرمایا کہ جس کے پاس مال ہو اسے چاہئے کہ مناسب طریقہ پر خرچ کرے اور بے فکری سے نہ اڑائے کیونکہ یہ وہ دور ہے کہ اگر حاجت پیش آئے گی تو سب سے پہلے دین کو برباد کرے گا۔ (مشکوٰۃ)

چاندی سونے کے ستون ظاہر ہوں گے

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا ہے زمین اپنے اندر سے ستونوں کی طرح سونے چاندی کے لمبے لمبے ٹکڑے اگل دے گی۔ جس کی وجہ سے مال بے قیمت ہو جائے گا اور قاتل آکر کہے گا کہ (افسوس) اس (بے حقیقت اور بے قیمت چیز) کی وجہ سے میں نے کسی کی جان لی۔ اور (مال کی

وجہ سے) قطع رحمی کرنے والا کہے گا کہ (افسوس) اس کی وجہ سے میں نے قطع رحمی کی اور چور آ کر کہے گا کہ (افسوس) اس کی وجہ سے میرا ہاتھ کاٹا گیا یہ کہہ کر اسے چھوڑ دیں گے اور اس میں سے کچھ بھی نہ لیں گے۔

دوسری حدیث میں ہے کہ قیامت سے پہلے وہ وقت آئے گا کہ نہر فرات کے اندر سے سونے کا ایک پہاڑ ظاہر ہوگا اور اس کو قبضانے کے لئے لوگ جنگ کریں گے جس کے نتیجے میں ۹۹ فیصدی انسان مر جائیں گے جن میں سے ہر ایک کا یہ گمان ہوگا کہ شاید میں ہی بچ جاؤں۔ (مسلم)۔

بخاری اور مسلم کی ایک روایت میں ہے جو حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ فرات سے سونے کا ایک پہاڑ ظاہر ہوگا جو شخص وہاں موجود ہو اس میں سے کچھ بھی نہ لے۔ (مشکوٰۃ شریف)۔

موت کی تمنا کی جائے گی

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ دنیا کے ختم ہونے سے پہلے ایسا دور ضرور گزرے گا کہ قبر پر انسان کا گزر ہوگا اور وہ قبر پر لوٹ کر کہے گا کہ کاش میں اس قبر والے کی جگہ ہوتا اور دین کی وجہ سے یہ تمنا نہ ہوگی کہ (بد دینی کی فضا سے گھبرا کر ایسا کرے گا) بلکہ (دنیاوی) مصیبت میں گرفتار ہوگا (مسلم)۔

ف یعنی اس زمانہ میں بد دینی اور فسق و فجور سے گھبرانے والے تو کہاں ہوں گے البتہ دنیاوی پریشانیوں اور بلاؤں میں پھنس کر مرنے کو زندگی پر ترجیح دیں گے۔ ایسے حالات ہمارے اس زمانے میں موجود ہوتے جا رہے ہیں اور پریشانی کی وجہ سے یوں کہنے والے اب بھی موجود ہیں کہ ''اس زندگی سے موت ہی بھلی ہے۔''

مال کی کثرت ہوگی

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا ہے کہ آخر زمانہ میں ایک ایسا مسلمان بادشاہ ہوگا جو لپ بھر بھر کے مال تقسیم کرے گا اور مال کو شمار نہ کرے گا۔ (مسلم)۔

یعنی اس وقت مال اس قدر کثیر ہوگا کہ تقسیم کرتے وقت بانٹنے والا کم اور زیادہ کا خیال نہ کرے گا اور مال اس قدر زیادہ ہوگا کہ اس کا شمار کرنا دشوار ہوگا۔

بخاری و مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تمہارے اندر مال کی اس قدر کثرت نہ ہو جائے کہ مالدار کو اس کا رنج ہوگا کہ کاش کوئی میرا صدقہ قبول کر لیتا۔ حضرت عوف بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ میرے سامنے رسول خدا ﷺ نے قیامت کی چھ نشانیاں ذکر فرمائی ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ مال کی اس قدر کثرت ہوگی کہ انسان کو سو دینار (سونے کی اشرفیاں) دیئے جائیں گے تو (انہیں کم سمجھ کر) ناراض ہو جائے گا۔ (بخاری)

بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ آپ نے فرمایا صدقہ کرو کیونکہ تم پر ایسا زمانہ آئے گا کہ انسان صدقہ لے کر چلے گا کہ (کسی کو دیدوں) اور کوئی قبول کرنے والا نہ ملے گا جسے دینا چاہے گا وہ کہے گا کہ تو کل لے آتا تو میں ضرور قبول کر لیتا۔ آج تو مجھے اس کی ضرورت نہیں (مشکوٰۃ)۔

جھوٹے نبی ہوں گے

حضرت ثوبانؓ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ جب میری

امت میں تلوار رکھ دی جائے گی (یعنی امت آپس میں خانہ جنگی کرنے لگے گی) تو قیامت تک تلوار چلتی رہے گی اور قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک میری امت کے بہت سے قبیلے مشرکین میں داخل نہ ہو جائیں اور جب تک میری امت کے بہت سے قبیلے بتوں کو نہ پوجیں۔ (پھر فرمایا کہ) بلا شبہ میری امت میں ۳۰ کذاب ہوں گے جن میں سے ہر ایک اپنے کو نبی بتائے گا حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا (مشکوٰۃ)۔

زلزلے بہت آئیں گے

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ اس وقت تک قیامت نہ آئے گی جب تک دو بڑی جماعتیں آپس میں زبردست جنگ نہ کر لیں جن دونوں کا دعویٰ ایک ہی ہوگا[1] اور جب تک تیس کے قریب ایسے دجال و کذاب پیدا نہ ہو جائیں جن میں سے ہر ایک اپنے آپ کو اللہ کا رسول بتائے گا اور فرمایا کہ اس وقت تک قیامت نہ آئے گی۔ جب تک دنیا سے علم نہ اٹھ جائے اور زلزلوں کی کثرت نہ ہو جائے (بخاری و مسلم)۔

صورتیں مسخ ہوں گی

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس امت میں یقیناً زمین میں دھنس جانے اور آسمان سے پتھر برسنے اور صورتیں مسخ ہو جانے کا عذاب آیگا اور یہ اس وقت ہوگا جب (لوگ کثرت سے) شراب پئیں گے اور گانے والی عورتیں رکھیں گے اور گانے بجانے کا سامان استعمال کرینگے (ابن ابی الدنیا)

(۱) حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اس سے حضرت علی و حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کی جنگ مراد ہے۔

امت محمدیہ ﷺ یہود و نصاریٰ اور فارس و روم کا اتباع کرے گی

حضرت ابو سعیدؓ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم یقیناً اپنے سے پہلوں کا بالشت ببالشت اور ذراع بذراع اتباع کرو گے (جس چیز کی طرف وہ جس قدر بڑھتے تھے تم بھی اسی قدر بڑھو گے۔ جس چیز کی طرف وہ ایک بالشت بڑھے تم بھی ایک بالشت بڑھو گے اور جس چیز کی طرف وہ ایک ذراع یعنی ایک ہاتھ بڑھتے تھے تم بھی اسی قدر بڑھو گے) حتی کہ اگر وہ گوہ کے سوراخ میں داخل ہوئے تھے تو تم بھی داخل ہو گے۔ سوال کیا گیا یا رسول اللہ کیا پہلوں سے آپ کی مراد یہود و نصاریٰ ہیں؟ ارشاد فرمایا تو اور کون ہیں۔ (بخاری و مسلم)

دوسری آیت میں ہے جو حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یقیناً میری امت پر وہ زمانہ آئے گا جو بنی اسرائیل پر گذرا تھا جس طرح (ایک پیر کا) جوتا دوسرے (پاؤں کے) جوتے کے برابر ہوتا ہے اسی طرح ہو بہو حتی کہ اگر ان بنی اسرائیل میں سے کسی نے علانیہ اپنی ماں سے زنا کیا ہوگا تو میری امت میں بھی ایسا کرنے والے ہوں گے (پھر فرمایا کہ) بلاشبہ بنی اسرائیل کے ۷۲ مذہبی فرقے ہو گئے تھے اور میری امت کے ۷۳ مذہبی فرقے ہوں گے جو ایک کے علاوہ سب دوزخ میں جائیں گے صحابہؓ نے عرض کیا وہ (جنتی) کون سا ہوگا؟ ارشاد فرمایا جو اس طریقہ پر ہوگا جس پر میں اور میرے صحابہؓ ہیں (مشکوٰۃ)۔

ان حدیثوں میں آپ ﷺ نے جو کچھ ارشاد فرمایا تھا وہ سب کچھ آج

ہمارے سامنے موجود ہے بنی اسرائیل کے عوام اور علماء نے جو حرکتیں کی تھیں وہ سب ہمارے زمانے میں موجود ہیں۔ دین میں بدعتیں نکالنا، کتاب خداوندی کی تحریف کرنا، کسی صاحب دولت کے دباؤ سے مسئلہ شرعیہ بدل دینا، دین بیچ کر دنیا حاصل کرنا، مساجد کو سجانا، حیلوں بہانوں سے حرام چیزوں کو حلال کرنا وغیرہ وغیرہ سب کچھ اس دور میں موجود ہے۔

جن ۷۳ فرقوں کی خبر سرور عالم ﷺ نے دی ہے وہ بھی پورے ہو چکے ہیں جن کی تفصیل بعض شروح وحدیث میں مذکور بھی ہے۔ یہاں اتنا سمجھ لینا ضروری ہے کہ اس سے صرف وہ فرقے مراد ہیں جو شریعت اسلامیہ کے عقیدوں سے متفق نہیں ہیں۔ جیسے معتزلہ، خوارج، روافض، قادیانی، اہل قرآن وغیرہ ہیں اور جو لوگ عقائد اسلامیہ کو بلا چون و چرا مانتے ہیں اور صرف نماز روزہ کے مسائل میں مختلف ہیں (جیسے چاروں اماموں کے مقلدین اور فرقہ اہلحدیث ہے) وہ سب اسی ایک فرقہ میں داخل ہیں جسے جنتی فرمایا ہے کیونکہ جن مسائل میں ان کا اختلاف ہے ان میں حضرات صحابہؓ کا بھی اختلاف تھا اور صحابہؓ کے طریقے پر چلنے والے کو آنحضرت ﷺ نے جنتی فرمایا ہی ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک میری امت اپنے سے پہلے لوگوں کا طریقہ بالشت بالشت اور ذراع بذراع اختیار نہ کرے گی۔ اس پر سوال کیا گیا کہ یارسول اللہ ﷺ مثلاً فارس اور روم (کا اتباع کریں گے) ارشاد فرمایا کہ اور ان کے سوا پہلے لوگ کون ہیں!(۱)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ فتح الباری میں لکھتے ہیں کہ اس حدیث میں فارس

(۱) بخاری۔

اور روم کے اتباع کی خبر دی ہے۔ اور پہلی حدیث میں یہود و نصاریٰ کے اتباع کی خبر دی ہے۔ لہٰذا دونوں کو ملا کر یہ نتیجہ نکلا کہ دین کے بگاڑنے کے بارے میں تو یہ امت یہود و نصاریٰ کے پیچھے چلے گی اور سیاست و حکومت کے معاملات میں فارس اور روم کا اتباع کرے گی۔(۱)

ہر شخص اپنی رائے کو ترجیح دے گا اور نفسانی خواہشوں کی اتباع کرے گا

حضرت ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ بھلائیوں کا حکم کرتے رہو اور برائیوں سے روکتے رہو حتیٰ کہ جب لوگوں کی یہ حالت ہو جائے کہ تم یہ دیکھو کہ بخل (کنجوسی) کی اطاعت کی جاتی ہو (یعنی جب لوگوں میں کنجوسی عام ہو جائے) اور نفسانی خواہش کا اتباع کیا جائے اور دنیا کو (دین پر) ترجیح دی جائے اور ہر شخص اپنی رائے پر اتراتا ہو اور تم اپنے (متعلق) یہ بات ضرور دیکھو کہ لوگوں میں رہ کر میں بھی برائیوں میں پڑ جاؤں گا تو اس وقت صرف اپنے نفس کو سنبھال لینا اور عوام کے معاملہ کو چھوڑ دینا الحدیث۔ (مشکوٰۃ)

دو خاص بادشاہوں کے بارے میں پیشین گوئی

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی جب تک قبیلہ قحطان سے (جو یمن میں رہتے ہیں) ایک ایسا شخص نہ ظاہر ہو (جو اپنے اقتدار کے سبب) لوگوں کو اپنی لکڑی سے ہانکے گا۔ (بخاری و مسلم)

---

(۱) ولقد اجاد فی التطبیق۔

یعنی سب لوگ اس کی بات کو مانیں گے اور متفق ہو کر اس کی حکومت تسلیم کریں گے (مرقات) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے بحوالہ قرطبی بعض علماء کا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ سخت طبیعت اور ظالم ہونے کی وجہ سے وہ شخص لوگوں کو حقیقتاً اونٹوں اور بکریوں کی طرح ہانکے گا۔

حضرت ابو ہریرہؓ کی دوسری روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس وقت تک رات اور دن ختم نہ ہوں گے جب تک جہجاہ نامی ایک شخص بادشاہ نہ بن جائے جو غلاموں کی نسل سے ہوگا۔ (مسلم)

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے قیامت نامہ میں قحطان بادشاہ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جانشین بتایا ہے و اللہ تعالی اعلم بالصواب.

ایک حبشی خانہ کعبہ کو برباد کرے گا

حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تک حبش والے تم سے نہ لڑیں تم ان سے نہ لڑو کیونکہ خانہ کعبہ کا خزانہ دو چھوٹی چھوٹی پنڈلیوں والا حبشی نکالے گا۔ (مشکوٰۃ)

دوسری روایت میں ہے کہ کعبہ کو دو چھوٹی چھوٹی پنڈلیوں والا حبشی ویران کرے گا۔ (بخاری و مسلم)۔

چھوٹی چھوٹی پنڈلیوں والا اس لئے فرمایا کہ اہل حبشہ کی پنڈلیاں چھوٹی چھوٹی ہوتی ہیں۔

حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ جب جہان سے سارے ایماندار اٹھ جائیں گے تو حبشیوں کی چڑھائی ہوگی اور ان کی سلطنت تمام روئے زمین پر پھیل جائے گی۔ کعبہ کو ڈھائیں گے اور حج موقوف ہو جائے گا۔ خانہ کعبہ کے خزانہ سے

کیا مراد ہے؟ اس کے بارے میں مرقات شرح مشکوٰۃ میں ایک قول نقل کیا ہے کہ خانہ کعبہ کے نیچے ایک خزانہ دفن ہے اسے حبشی نکالیں گے۔

پھلوں میں کمی ہو جائے گی

حضرت ابو موسیٰؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ زمانہ قریب قریب ہو جائے گا (یعنی جلدی جلدی گذرنے لگے گا) سال کم ہو جائیں گے (یعنی جلدی ختم ہوں گے) پھل کم ہو جائیں گے۔ (طبرانی)

پھل کم ہونے کے دو مطلب ہیں ایک یہ کہ کم پیدا ہوں، دوسرے یہ کہ چھوٹے چھوٹے پیدا ہوں۔ دونوں صورتیں مراد ہو سکتی ہیں پچھلی صدیوں میں پھل کتنے بڑے ہوتے تھے اس کی کچھ تفصیل کسی کتاب میں نظر سے نہیں گزری۔ البتہ حضرت امام داؤد رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ میں نے ایک ککڑی ۱۳ بالشت کی ناپی ہے۔

سب سے پہلے ٹڈی ہلاک ہوگی

حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں جس سال ان کی وفات ہوئی تھی ٹڈی گم ہوگئی جس کی وجہ سے حضرت عمرؓ بہت ہی فکرمند ہوئے اور اس کی تلاش میں ایک سوار یمن کی طرف بھیجا اور ایک عراق کی طرف اور ایک شام کی طرف تاکہ وہ یہ معلوم کریں کہ اس سال ٹڈی دیکھی گئی ہے یا نہیں۔ جو صاحب یمن گئے تھے وہ ایک مٹھی ٹڈیاں لائے اور حضرت عمرؓ کے سامنے ڈال دیں۔ جب آپ نے وہ دیکھیں تو (خوشی میں) اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا اور فرمایا کہ میں نے رسول خدا ﷺ سے سنا ہے کہ بے شک اللہ جل شانہ نے

(حیوانات کی) ایک ہزار قسمیں پیدا فرمائی ہیں جن میں ۶۰۰ دریائی اور ۴۰۰ خشکی کی ہیں اور ان میں سب سے پہلے (قیامت کے قریب) ٹڈی ہی ہلاک ہوگی اور اس کے بعد دوسری (حیوانات) کی قسمیں یکے بعد دیگرے ہلاک ہوں گی جیسے کسی لڑی کا تاگہ ٹوٹ کر دانے ہی دانے گرنے لگتے ہیں۔

اس حدیث میں حضرت عمرؓ کی فکر کا حال معلوم ہوا کہ قرب قیامت کی ایک نشانی دیکھ کر (جو حقیقت میں موجود بھی نہ تھی صرف ان کے علم کے اعتبار سے ظاہر ہوگئی تھی) کس قدر گھبرائے اور سواروں کو بھیج کر بڑے اہتمام سے اس کا پتہ لگایا کہ کیا واقعی ٹڈی کی جنس ہلاک ہو چکی ہے یا مدینے ہی میں نظر نہیں آئی؟ اب یہ اندازہ کر لیجئے کہ اگر ٹڈی نہ ملتی تو حضرت عمرؓ کس قدر پریشان ہوتے اور ایک ہم ہیں کہ قیامت کی سینکڑوں نشانیاں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں لیکن کوئی خطرہ محسوس نہیں کرتے۔

قرب قیامت کے تفصیلی حالات

اب تک جتنی پیشین گوئیاں کی جا چکی ہیں وہ سب قیامت ہی کی نشانیاں تھیں جن میں بعض پوری ہو چکی ہیں اور بعض پوری ہو رہی ہیں اور بعض آئندہ پوری ہوں گی۔ کسی حادثہ اور واقعہ کا قیامت کی علامتوں میں سے ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ قیامت کے بالکل ہی قریب ہو بلکہ مطلب یہ ہے کہ قیامت سے پہلے اس کا وجود میں آجانا ضروری ہے۔ اس لئے آنحضرت ﷺ نے بہت سے حوادث و واقعات کے بارے میں یہ فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک ایسا نہ ہو جائے۔ خود سید عالم ﷺ کا دنیا میں تشریف لانا بھی علامات قیامت سے شمار کیا جاتا ہے حالانکہ آپ کی بعثت کو چودہ سو سال کے قریب ہو چکے

ہیں اور خدا ہی جانے کہ ابھی کتنے برسوں کے بعد قیامت قائم ہوگی۔

بخاری شریف کی روایت میں تصریح ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی وفات کو علامات قیامت سے شمار فرمایا۔ ذیل میں وہ حوادث و واقعات درج کرتا ہوں جو عموماً قیامت کے قریب تر زمانہ میں ظاہر ہوں گے عموماً ان واقعات کا تسلسل حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب دہلوی قدس سرہ کے قیامت نامہ کے مطابق ہے (۱) اور تفصیلات راقم الحروف نے خود احادیث میں دیکھ کر قلم بند کی ہیں۔ بعض جگہ مجھے حضرت شاہ صاحب کی ترتیب سے اختلاف ہے لہٰذا ایسے مواقع میں شاہ صاحب کا اتباع کرنے میں معذور تھا۔

عیسائیوں سے صلح اور جنگ

حضرت ذی مخبرؓ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ عیسائیوں سے صلح کرو گے جو امن والی صلح ہوگی تم اور عیسائی آپس میں مل کر ایک دوسری عیسائی جماعت سے جنگ کرو گے۔ اس جنگ میں تمہاری فتح ہوگی غنیمت کا مال ہاتھ لگے گا اور صحیح سالم واپس آ کر بڑے بڑے ٹیلوں والے میدان میں ٹھہرو گے جہاں درخت بہت ہوں گے بیٹھے بٹھائے ایک عیسائی صلیب کو ہاتھ میں اٹھائے گا (۲) اور کہے گا کہ صلیب کی برکت سے فتح ہوئی یہ سن کر ایک مسلمان کو غصہ آ جائے گا اور (اس سے صلیب چھین کر) توڑ ڈالے گا۔ یہ حال دیکھ کر عیسائی صلح کو توڑ دیں گے اور (مسلمانوں سے) جنگ کرنے کے لئے جمع ہو جائیں گے مسلمان بھی اپنے ہتھیار لے دوڑیں گے اور عیسائیوں سے جنگ کریں گے اور خدا اس (لڑنے

(۱) ابو داؤد شریف۔ (۲) صلیب سولی کو کہتے ہیں کیونکہ عیسائی سولی کو پوجتے ہیں اور اسے متبرک سمجھتے ہیں اس لئے وہ عیسائی محض فتح کا سبب صلیب کی برکت کو بتائے گا۔

والی) جماعت کو شہادت کی عزت سے نوازے گا۔[1]

حدیث شریف میں اسی قدر ذکر ہے اس کے بعد حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ اس جنگ میں مسلمانوں کا بادشاہ شہید ہو جائے گا اور دوسرے ملکوں کی طرح ملک شام میں بھی عیسائیوں کی حکومت ہو جائے گی اور جس عیسائی جماعت نے مسلمانوں کے ساتھ مل کر پہلے جنگ کی تھی اس سے اب یہ عیسائی صلح کر لیں گے اس جنگ سے جو مسلمان بچیں گے وہ مدینے میں چلے جائیں گے اور خیبر کے قریب تک عیسائیوں کی حکومت ہو جائے گی۔[2]

بخاری شریف میں ہے آنحضرت ﷺ نے عوف بن مالکؓ کو غزوہ تبوک کے موقع پر قیامت کی چھ نشانیاں بتائیں جن میں بنی الاصفر یعنی (عیسائیوں) اور مسلمانوں کے درمیان صلح ہو جانا بھی ذکر فرمایا اور یہ بھی فرمایا کہ عیسائی بدعہدی کریں گے اور (صلح توڑ کر جنگ کرنے کے لئے) تمہارے مقابلہ میں آئیں گے جن کے ۸۰ جھنڈے ہوں گے اور ہر جھنڈے کے نیچے ۱۲ ہزار سپاہی ہوں گے (جن کی مجموعی تعداد ۱۲ ہزار کو ۸۰ میں ضرب دینے سے نو لاکھ ساٹھ ہزار ہوتی ہے)

بعض احادیث میں ایک بڑی جنگ کا ذکر بھی آیا ہے۔ مثلاً ترمذی اور ابوداؤد کی ایک روایت میں ہے کہ۔

الملحمة العظمى وفتح القسطنطنية وخروج الدجال في سبعة اشهر.

ترجمہ:۔ جنگ عظیم، فتح قسطنطنیہ اور دجال کا نکلنا سات مہینے کے اندر اندر

---

(۱) حضرت ابن عمرؓ کی روایت میں مسلمانوں کے مدینہ میں محصور ہو جانے اور خیبر کے قریب تک غیروں کے تسلط کی تصریح موجود ہے، ابو داؤد۔ (۲) احادیث شریفہ میں علامات قیامت بالترتیب مذکور نہیں ہیں بلکہ متفرق احادیث میں متفرق واقعات بیان فرما دیئے ہیں حضرت شاہ صاحب قدس سرہ نے ان واقعات کو ترتیب دے کر قیامت نامہ میں درج کیا ہے۔

ہو جائے گا یعنی یہ تینوں چیزیں قریب قریب ہوں گی اور سات ماہ میں ہو جائیں گی۔

یہ جنگ عظیم مسلمانوں اور غیر مسلموں کی ہوگی یا سارے عالم کے انسان مذہب کی وجہ سے نہیں بلکہ نظریات کی وجہ سے لڑ پڑیں گے اس کے بارے میں احادیث میں کوئی تصریح راقم الحروف کو معلوم نہیں ہوئی۔ البتہ روایات میں جن بڑی بڑی جنگوں کا ذکر آیا ہے ان میں مسلمانوں سے مقابلہ کا ذکر بھی موجود ہے۔

حضرت مہدی علیہ السلام کا ظہور

جب مسلمان ہر طرف سے گھر جائیں گے اور ان کی حکومت صرف مدینہ منورہ سے خیبر تک رہ جائے گی تو وہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی تلاش میں لگ جائیں گے حضرت امام مہدی علیہ السلام اس وقت مدینہ میں ہوں گے اور امامت کا بار اٹھانے سے بچنے کے لئے مکہ مکرمہ چلے جائیں گے۔ مکہ کے بعض باشندے (انہیں پہچان لیں گے اور) ان کے پاس آکر (مکان سے) انہیں باہر لائیں گے اور ان سے زبردستی بیعت (خلافت) کرلیں گے حالانکہ وہ دل سے نہ چاہتے ہوں گے یہ بیعت مقام ابراہیم اور حجر اسود کے درمیان ہوگی۔ (غالباً حضرت امام کو طواف کرتے ہوئے بیعت پر مجبور کیا جائے گا) جب حضرت امام مہدی علیہ السلام کی خلافت کی خبر مشہور ہوگی تو ملک شام سے ایک لشکر آپ سے جنگ کرنے کے لئے چلے گا اور آپ کے لشکر تک پہنچنے سے پہلے ہی مقام بیدار میں جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ہے زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ اس واقعہ کی خبر سن کر شام کے ابدال(۱) اور عراق کے پرہیزگار لوگ آپ کی خدمت میں پہنچ جائیں گے۔ آپ کے مقابلہ کے لئے

(۱) ابدال۔ بدل کی جمع ہے۔ ابدال ان اولیاء اللہ کو کہتے ہیں جن کا بدن دنیا میں پیدا ہوتا رہتا ہے۔ ابتدائے اسلام سے آج تک ان کے وجود سے دنیا خالی نہیں ہوتی جب بھی ان میں سے کوئی اس دنیا سے گیا دوسرا اس کی جگہ ضرور قائم ہوا ہے اسی تبادلہ کی وجہ سے انہیں ابدال کہتے ہیں۔

ایک قریشی النسل شخص قبیلہ بنی کلب کے مردوں کا ایک لشکر بھیجے گا۔قبیلہ بنی کلب میں اس شخص کی ننھیال ہوگی۔ اس قبیلہ سے حضرت مہدی علیہ السلام کا لشکر جنگ کرے گا اور غالب رہے گا۔ یہ روایت مشکوٰۃ شریف میں ابوداؤد کے حوالہ سے روایت کی گئی ہے۔ اس کے شروع میں یہ بھی ہے کہ ایک خلیفہ کے مرنے پر اختلاف ہوگا کہ اب کس کو خلیفہ بنایا جائے اور ایک صاحب (یعنی حضرت مہدی علیہ السلام) یہ سمجھ کر مدینہ سے مکہ کو چل دیں گے کہ کہیں مجھے نہ بنالیں۔

امام مہدی علیہ السلام کا حلیہ نسب اور نام

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مہدی علیہ السلام میری نسل سے اور فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی اولاد سے ہوں گے۔[1]

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے ایک مرتبہ اپنے صاحبزادے حضرت حسنؓ کے متعلق فرمایا کہ یہ میرا بیٹا سید ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کا نام سید رکھا ہے۔اس کی اولاد میں ایک شخص پیدا ہوگا جس کا نام وہی ہوگا جو تمہارے نبی ﷺ کا نام ہے۔یعنی اس کا نام محمد ہوگا پھر فرمایا کہ وہ اخلاق میں میرے بیٹے حسنؓ کے مشابہ ہوگا اور صورت میں اس کے مشابہ نہ ہوگا۔یعنی اس کا حلیہ حسنؓ کے حلیہ سے ملتا جلتا نہ ہوگا۔ (ایضاً)

بعض روایات میں ہے کہ امام مہدی کے والد کا نام وہی ہوگا جو رسول اللہ کے والد کا نام تھا۔[2]

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''مہدی مجھ سے ہوگا اور اس کا چہرہ خوب روشن (نورانی) ہوگا۔ ناک بلند ہوگی۔[3]

(۱) مشکوٰۃ۔ (۲) مشکوٰۃ۔ (۳) ابوداؤد۔

امام مہدی علیہ السلام کے زمانہ میں دنیا کی حالت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس امت پر ایک زبردست مصیبت آئے گی اور انسان ظلم سے بچنے کے لئے کوئی پناہ کی جگہ نہ پائے گا اس وقت خدا میری نسل اور میرے خاندان میں سے ایک شخص پیدا فرمائے گا اور اس کے ذریعہ زمین کو عدل اور انصاف سے بھر دے گا جس طرح کہ وہ اس سے پہلے ظلم اور زیادتی سے بھری ہوئی ہوگی۔ (یعنی ان سے پہلے لوگوں میں عدل و انصاف نام کو نہ ہوگا ہر جگہ ظلم ہی ظلم چھایا ہوا ہوگا اور ان کے آنے پر ساری دنیا انصاف سے بھر جائے گی) پھر فرمایا کہ ان کے عدل سے آسمان والے اور زمین والے سب راضی ہوں گے۔ (اور اس زمانہ میں نیکیوں اور عدل و انصاف کا یہ نتیجہ ہوگا کہ) آسمان ذرا سا پانی بھی برسائے بغیر نہ چھوڑے گا اور خوب موسلا دھار بارشیں ہوں گی۔ زمین بھی اپنے اندر سے تمام پھل پھول، غلے اور ترکاریاں اگا دے گی حتی کہ (اس قدر ارزانی اور غذاؤں کی بہتات ہوگی) کہ زندہ لوگ مردوں کی تمنا کرنے لگیں گے (کہ کاش ہمارے دوست احباب عزیز اور اقرباء بھی زندہ ہو جاتے تو اس عیش و خوشی کے زمانے کو دیکھ لیتے۔

حضرت مہدی علیہ السلام کے زمانے میں مال اس قدر کثیر ہوگا کہ ان سے اگر کوئی مال طلب کرے گا تو لپ بھر بھر کر اس کے کپڑے میں اتنا ڈال دیں گے جتنا وہ اٹھا کر لے جا سکے گا۔ (ترمذی شریف)

ابو داؤد شریف کی ایک روایت میں ہے کہ مہدی علیہ السلام نبی اکرم ﷺ کے طریق زندگی پر چلیں گے اور ان کی زمانے میں ساری زمین پر اسلام ہی اسلام ہوگا۔ حضرت مہدی علیہ السلام سات برس حکومت کریں گے پھر وفات پا جائیں

گے اور مسلمان ان کی نماز ہ جنازہ پڑھیں گے۔

حضرت مہدی علیہ السلام کا کفار سے جنگ کرنا دجال کا نکلنا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے اترنا

حضرت مہدی علیہ السلام کو کفار سے کئی جنگیں کرنی پڑیں گی جن میں سے بعض کا ذکر ابو داؤد کی روایت میں گزر چکا ہے اس روایت میں یہ بھی تصریح تھی کہ حضرت مہدی علیہ السلام سے جنگ کرنے کو قبیلہ بنی کلب کے آدمی آئیں گے اور مغلوب ہوں گے اور ایک لشکر آپ سے جنگ کرنے کے لئے چلے گا اور مکہ مدینہ کے درمیان زمین میں دھنس جائے گا۔ اس کے علاوہ دیگر روایات میں بھی مسلمانوں کے جنگ کرنے کا ذکر ہے۔مگر ان میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کا ذکر نہیں ہے البتہ حضرت شاہ رفیع الدین صاحب نے انہیں بھی حضرت امام مہدی علیہ السلام کے زمانہ ہی کی جنگیں بتایا ہے۔ ذیل میں انہیں بھی لکھتا ہوں۔

شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام مکہ سے چل کر مدینہ تشریف لے جائیں گے اور سید عالم ﷺ کی قبر اطہر کی زیارت کے بعد ملک شام کی طرف روانہ ہو جائیں گے۔ چلتے چلتے شہر دمشق تک ہی پہنچیں گے کہ دوسری طرف سے عیسائیوں کی فوج مقابلہ میں آجائے گی اس فوج سے جنگ کرنے کیلئے حضرت مہدی علیہ السلام اپنے لشکر کو تیار کریں گے اور تین دن جنگ کے بعد چوتھے روز مسلمانوں کو فتح ہوگی اور لشکر کشی کا ذکر حدیث میں یوں آیا ہے۔

'' قیامت قائم ہونے سے پہلے ایسا ضرور ہوگا کہ نہ میراث (یعنی میت کا

ترکہ) کی تقسیم ہوگی اور نہ مال غنیمت پر خوشی ہوگی پھر اس کی تشریح کرتے ہوئے) فرمایا کہ شام کے مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لئے ایک زبردست دشمن جمع ہو کر آئے گا اور دشمن سے جنگ کرنے کے لئے مسلمان بھی جمع ہو جائیں گے اور اپنی فوج سے انتخاب کر کے ایک ایسی جماعت دشمن کے مقابلہ میں بھیجیں گے جس سے یہ طے کرالیں گے یا مر جائیں یا فتح یاب ہوں گے چنانچہ دن بھر جنگ ہوگی حتی کہ جب رات ہو جائے گی تو لڑائی بند ہوگی اور ہر فریق میدان جنگ سے واپس ہو جائے گا نہ اسے غلبہ ہوگا نہ وہ غالب ہوں گے اور دونوں فریقوں کی فوج (جو آج لڑی تھی لڑتے لڑتے) ختم ہو جائے گی دوسرے دن پھر مسلمان ایک ایسی جماعت کا انتخاب کر کے بھیجیں گے جس سے یہ طے کرالیں گے کہ مرے بغیر یا فتح یاب ہوئے بغیر نہ ہٹیں گے اس روز بھی دن بھر جنگ ہوگی حتی کہ رات دونوں فریق کے درمیان حائل ہو جائے گی اور کسی کو بھی فتح نہ ہوگی یہ بھی بغیر غلبہ کے واپس ہو جائیں گے اور وہ بھی۔ اور اس روز کے لڑنے والی بھی دونوں فریقوں کی فوج ختم ہو جائے گی۔ تیسرے دن پھر مسلمان ایک جماعت کا انتخاب کر کے میدان جنگ میں بھیجیں گے اور ان سے بھی یہی شرط لگائیں گے کہ مر جائیں گے یا غالب ہو کر ہٹیں گے۔ چنانچہ شام تک جنگ ہوگی اور ہر دو فریق اس روز بھی برابر سرابر لوٹ آئیں گے نہ یہ غالب ہوں گے نہ وہ اور اس روز بھی جنگ کرنے والی جماعتیں ہر دو طرف کی ختم ہو جائیں گی چوتھے روز بچے کھچے سب مسلمان جنگ کے لئے اٹھ کھڑے ہوں گے اور خدا کافروں کو شکست دے گا اور اس روز ایسی زبردست جنگ ہوگی کہ اس سے پہلے کبھی نہ دیکھی گئی ہوگی۔ اس جنگ کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ میدان جنگ میں مرنے والوں کی نعشوں کے قریب ہو کر پرندہ گزرنا چاہے گا مگر (بدبو کی وجہ سے نعشوں کے پڑاؤ کی لمبی مسافت کی

وجہ سے اڑتے اڑتے) مر کر گر پڑے گا (اور نعشوں کے اول سے آخر تک نہ جا سکے گا) اور اس جنگ میں شریک ہونے والے لوگ اپنے اپنے کنبہ کے آدمیوں کو شمار کریں گے۔ تو فی صدی ایک شخص میدان جنگ سے بچا ہوا ہوگا۔'' اس کے بعد فرمایا کہ۔

'' بتاؤ اس حال میں ہوتے ہوئے کیا مال غنیمت لے کر دل خوش ہوگا اور کیا ترکہ بانٹنے کو دل چاہے گا۔'' پھر فرمایا۔

'' جنگ سے فارغ ہو کر آدمیوں کے شمار کرنے میں لگے ہوں گے کہ اچانک ایک ایسی جنگ کی خبر سنیں گے جو اس پہلی جنگ سے بھی زیادہ سخت ہوگی (اور ابھی اس دوسری جنگ کی طرف توجہ بھی نہ کرنے پائیں گے کہ) دوسری خبر یہ معلوم ہوگی کہ دجال نکل آیا جو ہمارے بال بچوں کو فتنہ میں مبتلا کرنا چاہتا ہے۔ یہ سن کر اپنے ہاتھوں سے وہ مال و دولت پھینک دیں گے جو ان کے پاس ہوگا اور اپنے گھروں کی طرف چل دیں گے خبر گیری کے لئے اپنے آگے دس سوار بھیج دیں گے تاکہ دجال کی صحیح خبر لائیں۔ آنحضرت ﷺ نے ان سواروں کے بارے میں فرمایا کہ میں ان کو اور ان کے والدوں کے نام اور ان کے گھوڑوں کے رنگ پہچانتا ہوں۔ یہ سوار اس روز زمین پر بسنے والوں میں فضیلت والے سوار ہوں گے۔''[۱]

اس کے بعد حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں۔

'' اس جنگ میں اس قدر عیسائی قتل ہوں گے کہ جو باقی رہ جائیں گے ان کے دماغ میں حکومت کی بو نہ رہے گی گرتے پڑتے بھاگیں گے اور تتر بتر ہو جائیں گے بھاگتے ہوؤں کا یہی مسلمان پیچھا کریں گے اور ہزاروں کو موت کے گھاٹ اتار دیں گے۔'' پھر لکھتے ہیں کہ:

(۱) مسلم شریف

''اس کے بعد حضرت امام مہدی علیہ السلام اسلامی شہروں کے بندوبست میں لگ جائیں گے اور ہر جگہ سینکڑوں فوجیں اور بے شمار لشکر روانہ فرمائیں گے ان کاموں سے فرصت پا کر شہر قسطنطنیہ فتح کرنے کے لئے روانہ ہوں گے (جس کا فتح ہونا علامات قیامت میں سے ہے۔ جب آپ دریائے روم کے کنارے پہنچیں گے تو بنو اسحاق کے ستر ہزار آدمیوں کو کشتیوں میں سوار کر کے شہر مذکورہ پر حملہ کرنے کا حکم دیں گے۔ الخ

حدیث شریف میں بنو اسحاق(۱) کے ستر ہزار آدمیوں کے جنگ کرنے کا ذکر تو آیا ہے مگر اس میں یہ تصریح نہیں ہے کہ وہ شہر قسطنطنیہ کی فتح کے لئے جنگ کریں بلکہ یہ فرمایا کہ ایسا شہر ہے جس کی ایک جانب خشکی ہے اور دوسری جانب سمندر ہے۔ اس کے باشندوں سے ستر ہزار بنو اسحاق جنگ کریں گے۔ صاحب مرقاۃ لکھتے ہیں کہ یہ شہر روم میں ہے جسے بعض نے قسطنطنیہ بتایا ہے۔ شاہ صاحبؒ کی طرح امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس شہر کو قسطنطنیہ ہی مراد لیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔

وهذه المدينه هي قسطنطنيه اس سے شہر قسطنطنیہ مراد ہے۔

پوری روایت اس طرح ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ حضرات صحابہؓ سے ارشاد فرمایا'' کیا تم ایسے شہر کو جانتے ہو جس کی ایک جانب خشکی ہے اور دوسری جانب سمندر ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا جی ہاں جانتے ہیں۔ ارشاد فرمایا اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی۔ جب تک بنو اسحاق کے ستر ہزار انسان اس شہر پر

(۱) بنو اسحٰق حضرت اسحٰق علیہ السلام کی نسل کے آدمی جو شام میں رہتے ہیں امام نووی رحمۃ اللہ علیہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ گو کتاب مسلم میں بنو اسحاق ہے مگر محفوظ بنو اسماعیل ہے۔

حملہ کر کے جنگ نہ کریں گے جب یہ لوگ جنگ کرنے کے لئے اس شہر کے قریب آ کر قیام کریں گے تو نہ کسی ہتھیار سے لڑیں گے اور نہ کوئی تیر پھینکیں گے (بلکہ محض خدا کی غیبی مدد کے ذریعہ فتح کرلیں گے جس کی صورت یہ ہوگی کہ) لا الہ الا اللہ واللہ اکبر کا نعرہ لگائیں گے تو اس کی ایک طرف۱ (کی دیوار) گر جائے گی۔ پھر دوبارہ لا الہ الا اللہ واللہ اکبر کا نعرہ لگائیں گے تو اس کی دوسری جانب (کی دیوار) گر جائے گی پھر تیسری بار لا الہ الا اللہ واللہ اکبر کہیں گے تو شہر میں داخل ہونے کے لئے راستہ مل جائے گا اور اس میں داخل ہو جائیں گے (داخل ہو کر شہر کو فتح کرلیں گے) اور مال غنیمت ہاتھ لگے گا۔ غنیمت کا مال تقسیم کر رہی رہے ہوں گے کہ اچانک یہ آواز سنیں گے کہ دجال نکل آیا ہے اس کی آواز کو سن کر ہر چیز کو چھوڑ کر واپس آ جائیں گے۔ (مسلم شریف)

مسلم شریف کی دوسری روایت میں (جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے) فتح قسطنطنیہ اور خروج دجال کا ذکر یوں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک ایسا نہ ہو کہ روم والے عیسائی اعماق۲ یا وابق میں قیام کریں گے اور (ان سے جنگ کے لئے) مدینہ کا ایک لشکر نکلے گا جو اس وقت زمین پر بسنے والوں میں فضیلت والے ہوں گے۔ جب دونوں طرف سے فوجیں صف بنا کر کھڑی ہو جائیں گی تو عیسائی کہیں گے کہ ہمیں اور ان مسلمانوں کو چھوڑ دو جو ہمارے آدمیوں کو قید کر لائے ہیں۔ مسلمان

(۱) راوی کہتے ہیں کہ غالباً حضرت ابو ہریرہؓ نے پہلے سمندر کی جانب سے چار گنا بیان فرمایا۔

(۲) علامہ نووی لکھتے ہیں کہ اعماق اور رابق شہر حلب کے قریب دو مقام ہیں اور یہ جو فرمایا کہ مدینہ سے ایک لشکر عیسائیوں کے مقابلہ کے لئے صف آراء ہوگا اس سے مدینۃ الرسولؐ مراد نہیں ہے بلکہ شہر حلب مراد ہے۔ صاحب مظاہر حق نے بعض علماء کا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ مدینہ سے شہر دمشق مراد ہے اور مدینۃ الرسولؐ مراد لینا ضعیف قول ہے۔ عفا اللہ عنہ۔

جواب دیں گے کہ خدا کی قسم ہم ایسا نہیں کریں گے کہ تمہارے اور اپنے بھائیوں کے درمیان کچھ نہ بولیں اور تمہیں ان سے لڑنے دیں۔ یہ کہہ کر عیسائیوں سے جنگ کریں گے اور اس جنگ میں مسلمانوں کا تہائی لشکر شکست کھا جائے گا (یعنی فوج کے تہائی آدمی جنگ سے بچ کر الگ ہو جائیں گے) خدا ان کی توبہ۱ کبھی قبول نہ کرے گا اور تہائی لشکر شہید ہو جائے گا جو اللہ کے نزدیک افضل الشہداء ہوں گے اور تہائی لشکر عیسائیوں پر غلبہ پا کر فتح یاب ہوگا جو کبھی بھی فتنہ میں نہ پڑیں گے اور یہی تہائی لشکر قسطنطنیہ کو فتح کرے گا۔ فتح قسطنطنیہ کے بعد غنیمت کے مال کو تقسیم کر رہے ہوں گے اور اپنی تلواریں زیتون کے درخت پر لٹکائے ہوئے ہوں گے کہ اچانک شیطان زور سے یوں پکارے گا بلا شبہ مسیح (دجال) تمہارے پیچھے تمہاری اہل اولاد میں پہنچ گیا۔" حالانکہ یہ خبر جھوٹ ہوگی (اس کے بعد مسلمانوں کا لشکر شام کا رخ کرے گا) اور جب شام۲ پہنچیں گے تو دجال نکل آئے گا۔ اسی اثناء میں کہ جنگ کی تیاری کر رہے ہوں گے اور صفیں درست کرتے ہوں گے نماز کا وقت ہو جائے گا اور نماز کھڑی ہو جائے گی۔ اتنے میں حضرت عیسیٰ بن مریم آسمان

(۱) قال النوویؒ معنی قوله لا یتب اللہ علیهم ای لا بلهم التوبة و لعل العصر فی تفسیر رحمة اللہ علیهم بذالک ان اللہ عز و جل وعد عباده التائبین و المستفرین التوبة علیهم و الاستغفارلهم فاذا تابوا بعد التوفی من القتال کیف لا یتوب علیهم فلا محاله معناه انه لا یلهم التوبة اقول لا ضرورة لذا التاویل اذ اللہ ان یتوب علی من یشاء و یعذب من شاء و یجعل بض الذنوب یرمکفرة بالتوبة لا سیما اذا نص علی لسان رسوله بعدم الامر بالمعروف و لانهی عن المنکر ثم لتدعنه و لا یستجاب لکم و ارب اذ التولی یوم الزحف لیس مما یکفربه فاعله بل هو مصیبة من المعاصی الکبیرة. (۲) ظاہر یہ ہے کہ شام سے بیت المقدس مراد ہے جیسا کہ بعض روایات میں اس کی تصریح آئی ہے (مظاہر حق)

سے اتر آئیں گے اور ان کے امام بنیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کو دیکھتے ہی خدا کا دشمن (دجال) اس طرح پگھلنے لگے گا۔ جیسے پانی میں نمک پگھلتا ہے۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کو قتل نہ کریں اور ویسے ہی چھوڑ دیں تو دجال بالکل پگھل کر ہلاک ہو جائے لیکن وہ اسے اپنے ہاتھ سے قتل کریں گے اور اپنے نیزہ میں اس کا خون لگا ہوا لوگوں کو دکھائیں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دجال کا حلیہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے آج خواب میں کعبہ دیکھا تو ایک صاحب دو شخصوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے طواف کرتے نظر آئے جن کا رنگ ایسا اچھا گندمی تھا جو اچھے سے اچھے گندمی رنگ والے انسانوں کا تم نے دیکھا ہو۔ ان کے بال کانوں سے نیچے تک رکھے ہوئے تھے اور ایسے اچھے تھے جو کسی اچھے بالوں والے کے بال تم نے دیکھے ہوں۔ اپنے بالوں میں انہوں نے کنگھی کر رکھی تھی اور ان کے بالوں سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے میں نے (کسی سے) دریافت کیا کہ یہ کون ہیں؟ تو جواب دیا گیا کہ یہ مسیح بن مریم علیہ السلام ہیں دوسری روایت میں ہے جو آگے آنے والی ہے کہ مسیح بن مریم دو فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھے ہوئے اور زرد رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے آسمان سے اتریں گے۔ جب سر جھکائیں گے تو (ان کا پسینہ) ٹپکے گا اور جب سر اٹھائیں گے تو اس سے موتیوں کی طرح (پسینے کے نورانی) دانے گریں گے جیسے کہ چاندی کے بنائے ہوئے دانے ہوں۔

پھر فرمایا کہ میں نے پھر ایک شخص کو دو آدمیوں کے مونڈھوں پر ہاتھ رکھے

ہوئے طواف کرتے دیکھا جس کے بال بہت گھونگریالے تھے۔ داہنی[1] آنکھ سے کانا تھا گویا اس کی آنکھ اوپر کو اٹھا ہوا انگور تھا (یعنی اس کی آنکھ میں سیاہی نہ تھی جس کے ذریعہ نظر آتا ہے بلکہ انگور کی طرح سفید تھی۔ اوپر کو بھی اٹھی ہوئی تھی جس کی وجہ سے بدصورت معلوم ہوتا تھا) میں نے لوگوں میں سب سے زیادہ اس کی شکل سے ملتا جلتا عبدالعزیٰ بن قطن کو دیکھا ہے۔

دوسری روایت میں ہے کہ اس شخص کا جسم سرخ تھا۔ بدن بھاری تھا۔ سر کے بال گھونگھریالے تھے داہنی آنکھ سے کانا تھا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ تو جواب دیا گیا کہ یہ مسیح دجال ہے[2]

بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ دجال پستہ قد ہوگا اور اس کی ٹانگیں ٹیڑھی ہوں گی۔

بیہقی نے کتاب البعث والنشور میں ایک روایت ذکر کی ہے کہ دجال ایک ایسے گدھے پر سوار ہو کر نکلے گا جو بہت زیادہ سفید ہوگا اور جس کے دونوں کانوں کے درمیان ستر باع کا فاصلہ ہوگا اور ایک باع دو گز کا ہوتا ہے۔

دجال کا دنیا میں فساد مچانا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اسے قتل کرنا

حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ بے شک دجال نکلے گا اور بے شک اس کے ساتھ میں پانی بھی ہوگا اور آگ بھی ہوگی۔

(۱) بعض روایات میں ہے کہ دجال کی بائیں آنکھ کانی ہے لہٰذا سب روایات کو جمع کر کے حضرت علماء کرام نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ داہنی آنکھ سے تو بالکل ہی کانا ہوگا جو انگور کی طرح اوپر کو اٹھی ہوئی ہوگی۔ اور بائیں آنکھ سے بھی کانا ہوگا مگر اس سے نہ دکھائی دیتا ہوگا۔ (۲) بخاری ومسلم۔

بعض روایات میں ہے کہ اس کے ساتھ اس کی جنت بھی ہوگی اور اس کی دوزخ بھی ہوگی جسے لوگ پانی سمجھیں گے وہ (واقع میں) جلانے والی آگ ہوگی۔ (یعنی اس کو قبول کرنے کے سبب دوزخ کی آگ میں جلیں گے) اور جسے لوگ آگ سمجھیں گے وہ میٹھا پانی ہوگا۔ (یعنی اس میں گرنے کے سبب جنت کا میٹھا پانی نصیب ہوگا) لہٰذا تم میں سے جو کوئی اس کے زمانہ میں ہو تو چاہئے کہ اسی میں گرے جو آگ دکھائی دے رہی ہو کیونکہ وہ درحقیقت میٹھا پانی ہے۔[۱]

مسلم کی روایت میں یہ بھی ہے کہ دجال کی دونوں آنکھوں کے درمیان لفظ "کافر" لکھا ہوگا جسے ہر پڑھا بے پڑھا مومن پڑھ سکے گا۔

بعض روایات میں ہے کہ اس کے ساتھ گوشت روٹی کے پہاڑ اور پانی کی نہریں ہوں گی۔

کسی کے غصہ دلانے پر مشرق سے نکل پڑے گا اور مدینہ جانے کا قصد کرے گا لیکن مدینہ میں داخل نہ ہو سکے گا کیونکہ اس روز مدینہ کے سات دروازے ہوں گے اور ہر دروازہ پر دو فرشتے پہرہ کے لئے مقرر ہوں گے لہٰذا وہ احد کے پہاڑ کے پیچھے ٹھہر جائے گا اور وہاں سے فرشتے اس کا رخ شام کی طرف کر دیں گے۔ شام کی طرف چل دے گا۔ وہیں حضرت مسیح بن مریم علیہ السلام کے ہاتھوں ہلاک ہوگا۔[۲]

جس وقت مدینہ کے قریب (احد کے پیچھے) آ کر ٹھہرے گا تو مدینہ میں زلزلہ کے تین جھٹکے آئیں گے۔ ان سے گھبرا کر تمام کافر اور منافق باہر نکل کر دجال کے پاس پہنچ جائیں گے۔[۳]

فتح الباری میں حاکم کی ایک روایت نقل کی ہے جس میں یہ بھی ہے کہ مدینہ

(۱) بخاری و مسلم شریف۔ (۲) صحیحین۔ (۳) صحیحین

سے فاسق مرد اور فاسق عورتیں بھی اس کی طرف نکل کھڑی ہوں گی اسی اثناء میں جب کہ دجال مدینہ کے قریب ٹھہرا ہوا ہوگا۔ یہ واقعہ پیش آئے گا کہ مدینہ سے ایک صاحب نکل کر دجال کے سامنے آئیں گے جو اس زمانے میں روئے زمین پر بسنے والوں میں سب سے بہتر ہوں گے وہ دجال سے کہیں گے اشھد انک الدجال الذی حدثنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیثہ (میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک تو وہی دجال ہے جس کی رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خبر دی تھی) ان کی یہ بات سن کر دجال حاضرین سے کہے گا کہ اگر میں اسے قتل کر کے پھر زندہ کر دوں تو بھی میرے دعوے میں تم شک کرو گے؟ لوگ جواب دیں گے نہیں؟ لہٰذا دجال ان صاحب کو قتل کر دے گا اور پھر زندہ کر دے گا۔ وہ زندہ ہو کر کہیں گے کہ خدا کی قسم مجھے تیرے بارے میں جتنا آج (تیرے جھوٹا ہونے کا یقین ہوا ایسا پہلے نہ تھا۔ اس کے بعد دجال انہیں دوبارہ قتل کرنا چاہے گا لیکن نہ کر سکے گا[1]

اسی قسم کا ایک اور واقعہ حدیثوں میں آیا ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک مومن دجال کے پاس جانے کا ارادہ کرے گا۔ دجال کے سپاہی جو اس کے دربانی میں لگے ہوں گے دریافت کریں گے کہاں جانا چاہتے ہو وہ تحقیق کے انداز میں جواب دیں گے اس شخص کی طرف جانا چاہتا ہوں جو (جھوٹا دعوای کر کے) نکلا ہے۔ پہرہ دار کہیں گے کیا تو ہمارے خدا پر ایمان نہیں رکھتا؟ وہ جواب دیں گے ہمارے رب کے پہچاننے میں تو کوئی شبہ ہے ہی نہیں (اگر ہمارا معبود نہ پہچانا جاتا اور اس کے خدا ہونے کا ثبوت نہ ہوتا تو ممکن تھا کہ تمہارے خدا کو مان لیتا) اس گفتگو کے بعد وہ لوگ انہیں قتل کرنے کا ارادہ کریں گے لیکن (پھر آپس میں ایک دوسرے کے

(۱) صحیحین

سمجھانے سے رائے بدل جائے گی کیونکہ بعض بعض سے کہیں گے تمہیں معلوم نہیں تمہارے رب نے اپنی اجازت کے بغیر کسی کو قتل کرنے کو منع کر رکھا ہے۔ لہٰذا انہیں دجال کے پاس لے جائیں گے اور وہ دجال کو دیکھتے ہی کہیں گے" اے لوگو! یہ وہی دجال ہے جس کی رسول اللہ ﷺ نے خبر دی تھی۔"

دجال ان کی بات سن کر اپنے آدمیوں کو حکم دے گا کہ اسے اوندھا لٹا دو۔ چنانچہ ایسا ہی کر دیا جائے گا پھر کہے گا کہ اسے زخمی کر دو۔ چنانچہ پیٹتے پیٹتے ان کی کمر اور پیٹ کو چوڑا چکلا کر دیا جائے گا پھر دجال ان سے کہے گا کہ (اب بھی) تو مجھ پر ایمان نہیں لائے گا وہ کہیں گے تو مسیح کذاب ہے۔ اس پر وہ اپنے آدمیوں کو حکم دے کر سر پر آرا رکھ کر چروا دے گا اور دونوں ٹانگوں کے درمیان سے ان کے دو ٹکڑے کر دیئے جائیں گے۔ پھر ان دو ٹکڑوں کے درمیان پہنچ کر کہے گا کہ اٹھ کھڑا ہو چنانچہ وہ مومن زندہ ہو کر کھڑے ہو جائیں گے۔ ان سے دجال کہے گا کہ (اب بھی) مجھ پر ایمان لاتے ہو؟ وہ کہیں گے کہ میں تو اور بھی زیادہ تیرے دجال ہونے کو سمجھ گیا۔ پھر وہ لوگوں سے فرمائیں گے۔ اے لوگو! میرے بعد اب یہ کسی کو نہ ستائے گا یہ سن کر دجال انہیں ذبح کرنے کے لئے پکڑے گا اور ذبح نہ کر سکے گا کیونکہ (خدا کی قدرت سے ان کی ساری گردن تانبے کی بنا دی جائے گی (جب ذبح پر قادر نہ ہوگا) تو ان کے ہاتھ پاؤں پکڑ کر (اپنے دوزخ میں) ڈال دے گا لوگ سمجھیں گے کہ انہیں آگ میں ڈالا۔ حالانکہ حقیقت میں وہ جنت میں ڈالے گئے۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ مومن رب العالمین کے نزدیک سب لوگوں سے بڑھ کر باعظمت شہادت والا ہوگا۔ (مسلم)

دجال مکہ میں داخل نہ ہو سکے گا جیسا کہ حضرت انسؓ کی روایت میں ہے کہ

رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی شہر ایسا نہیں ہے جہاں دجال نہ پہنچے سوائے مکہ اور مدینہ کے (کہ ان میں نہ جاسکے گا)۔ (بخاری و مسلم)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ لاتعداد انسان دجال کے فتنہ میں پھنس جائیں گے اور بعض روایات میں اس پر ایمان لانے والوں کی خاص تعداد کا بھی خاص طور پر ذکر ہے۔ چنانچہ مسلم کی ایک روایت میں ہے اصفہان کے ستر ہزار یہودی اس کے تابع ہو جائیں گے اور ترمذی کی ایک روایت میں ہے کہ دجال مشرق کی ایک سرزمین سے نکلے گا۔ جسے خراسان کہتے ہیں۔ بہت قومیں اس کا اتباع کرلیں گی جن کے چہرے تہ بتہ بنائی ہوئی ڈھالوں کی طرح ہوں گے (یعنی ان کے چہرے چوڑے چکلے ہوں گے)[1] حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ابونعیم کی مشہور کتاب ''حلیہ'' سے نقل کیا ہے کہ حضرت حسان بن عطیہ تابعیؒ فرماتے تھے کہ بارہ ہزار مردوں اور سات ہزار عورتوں کے علاوہ سب انسان دجال کے تابع ہو جائیں گے اور اس کی خدائی کا اقرار کرلیں گے۔[2]

حضرت نواس بن سمعانؓ فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ نے دجال کا ذکر فرمایا اور فرمایا کہ اگر میری موجودگی میں نکل آیا تو میں اس سے مقابلہ کروں گا تمہیں گھبرانے کی ضرورت نہیں اور اگر اس وقت میں تمہارے اندر موجود نہ ہوں گا تو ہر شخص اپنی طرف سے دجال سے مقابلہ کرنے والا ہونا چاہئے اور میرے پیچھے اللہ ہر مسلمان کا نگراں ہے۔ (دجال کی پہچان یہ ہے کہ) وہ یقیناً جوان ہوگا۔ گھونگھریالے بالوں والا ہوگا۔ اس کی آنکھ اٹھی ہوئی ہوگی۔ اس کی

---

(۱) ملاعلی قاریؒ لکھتے ہیں کہ چوڑے چکلے چہرے والے لوگ ازبکوں اور ترکوں میں پائے جاتے ہیں۔ خراسان میں اس وقت ان کا وجود نہیں ہے۔ ممکن ہے اس وقت خراسان میں ہوں یا اپنے وطن سے آکر خراسان میں آکر دجال سے مل جائیں۔ (۲) فتح الباری باب ذکر الدجال۔

صورت میرے عندیہ میں عبدالعزیٰ بن قطن جیسی ہے تم میں سے جو شخص اسے دیکھ لے تو چاہئے کہ اس پر سورہ کہف کی شروع کی آیتیں پڑھ دے کیونکہ اس کا پڑھنا اس کے فتنہ سے امن وامان میں رکھے گا۔ بے شک وہ شام اور عراق کے درمیان کے ایک راستے سے نکلے گا۔ پھر نکل کر دائیں بائیں (یعنی ہر طرف شہروں میں) بہت فساد مچائے گا۔ اے اللہ کے بندو! اس وقت ثابت قدم رہنا۔

راوی کہتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کتنے دن زمین پر (زندہ) رہے گا؟ ارشاد فرمایا کہ چالیس دن اس کے زمین پر رہنے کی مدت ہوگی۔ جن میں سے ایک دن ایک سال کے برابر ہوگا اور ایک مہینہ دن کے برابر، اور ایک دن ایک ہفتہ کے برابر اور باقی دن ایسے ہی ہوں گے جیسے تمہارے دن ہوتے ہیں۔

راوی کہتے ہیں کہ اس پر ہم نے سوال کیا یا رسول اللہ جو دن ایک سال کا ہوگا اس میں ہمیں ایک ہی دن کی نماز پڑھ لینی کافی ہوگی؟ ارشاد فرمایا نہیں! بلکہ حساب لگا لینا (اور اپنے دنوں کے اندازہ سے روزانہ کی طرح پانچ نمازیں پڑھنا)۔

راوی کہتے ہیں کہ ہم نے پھر سوال کیا کہ دجال کس تیزی سے زمین پر سفر کرے گا؟ ارشاد فرمایا جیسے بادل کو ہوا تیزی کے ساتھ اڑائے چلی جاتی ہے۔ اسی طرح تیزی سے زمین پر پھرے گا (مطلب یہ ہے کہ تھوڑے ہی عرصہ میں ساری زمین پر پھر پھر کر لوگوں کو اپنے فتنہ میں مبتلا کر دے گا)۔

پھر دجال کے فتنہ کی مزید تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک قوم کے پاس وہ پہنچے گا اور ان کو اپنی خدائی کی طرف بلائے گا تو اس پر ایمان لے آئیں گے لہٰذا وہ (اپنی خدائی کا ثبوت ان کے دلوں میں بٹھانے کے لئے) آسمان کو برسنے کا حکم دے گا تو بارش ہونے لگے گی۔ اور زمین کو کھیتوں کے اگانے کا حکم دے گا تو کھیتیاں اگ جائیں گی اور اس بارش اور کھیتی کے سبب ان کے مویشی اس حالت

میں ان کے سامنے چلنے پھرنے لگیں گے کہ ان کی کمریں خوب اونچی اونچی ہو جائیں گی اور تھن خوب بھرے ہوئے ہوں گے اور کوکھیں خوب پھولی ہوئی ہوں گی پھر دجال ایک دوسری قوم کے پاس آئے گا اور انہیں بھی اپنی خدائی کی طرف بلائے گا وہ اس کی بات کو رد کر دیں گے تو انہیں چھوڑ کر چل دے گا (مگر وہ لوگ امتحان میں آجائیں گے) اور ان کی کھیتی باڑی سب ختم ہو جائے گی اور بارش بھی بند ہو جائے گی اور ان کے ہاتھ میں ان کے مال میں سے کچھ نہ رہے گا۔

دجال کھنڈر اور ویران زمین پر گزرتے ہوئے کہے گا کہ اپنے اندر سے خزانے نکال دے تو اس کے خزانے اس طرح دجال کے پیچھے لگ جائیں گے جیسے شہد کی مکھیاں اپنی سردار کے پیچھے لگ جاتی ہیں۔ اس کے بعد دجال ایک ایسے آدمی کو بلائے گا جس کا بدن جوانی کی وجہ سے بھرا ہوا ہوگا۔ اسے تلوار سے کاٹ کر دو ٹکڑے کر دے گا اور دونوں ٹکڑوں کو دور پھینک دے گا جو آپس میں اتنی دور ہوں گے جتنی دور کمان سے تیر جاتا ہے پھر اس شخص کو آواز دے کر بلائے گا وہ ہنستا کھیلتا اس کی طرف آجائے گا۔

دجال اسی حال میں ہوگا کہ اچانک اللہ تعالیٰ مسیح بن مریم کو (آسمان سے) بھیج دے گا چنانچہ وہ شہر دمشق کی جانب ایک سفید مینارے کے قریب دو زرد کپڑے پہنے ہوئے دو فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھے ہوئے اتریں گے (۱) جب سر جھکائیں گے تو (ان کا پسینہ) ٹپکے گا اور جب سر اٹھائیں گے تو اس سے موتیوں کی طرح (پسینہ کے نورانی) دانے گریں گے جیسے کہ چاندی کے بنے ہوئے دانے ہوتے ہیں۔

(۱) پہلے گذر چکا ہے کہ نماز کھڑی ہونے لگے گی۔ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نازل ہوں گے اور نازل ہو کر نماز پڑھائیں گے۔ وہ بھی مسلم شریف کی روایت تھی اور مسلم ہی کی دوسری روایت میں ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نازل ہوں گے تو اس وقت کے جو امیر المومنین ==>

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سانس میں یہ تاثیر ہوگی جس کافر تک پہنچے گا وہ کافر مر جائے گا اور آپ کا سانس وہاں تک پہنچے گا جہاں تک آپ کی نظر پہنچتی ہوگی۔ اب آسمان سے اتر کر دجال کو تلاش کریں گے۔ حتی کہ اسے باب لد(۱) کے قریب پالیں گے اور قتل فرمادیں گے پھر ان لوگوں کے پاس تشریف لے جائیں گے جنہیں اللہ نے دجال کے فتنہ سے بچا دیا ہوگا اور ان کے چہروں پر (بطور تبرک) ہاتھ پھیریں گے اور ان کی جنت کے درجوں سے باخبر فرمائیں گے۔ (مسلم شریف)

حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ (قتل دجال کے بعد) مسلمان دجال کے لشکر کے قتل کرنے میں مشغول ہوں گے اور اس کے لشکر میں جو یہودی ہوں گے انہیں مطلقاً پناہ نہ ملے گی۔ یہاں تک کہ کوئی یہودی درخت یا پتھر کے پیچھے چھپ جائے گا تو وہ بھی چغلی کھا کر مسلمان سے قتل کرا دے گا۔ حدیث شریف میں اس کا اس طرح ذکر آیا ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی جب تک مسلمانوں کی یہود سے جنگ نہ ہو۔ جنگ ہوگی اور یہود کو مسلمان قتل کریں گے۔ حتیٰ کہ اگر یہودی درخت یا پتھر کے پیچھے چھپ جائے گا تو

=> ہوں گے وہ حضرت مسیح سے نماز پڑھانے کی درخواست کریں گے تو آپ انکار فرمادیں گے اور یہ کہیں گے کہ نہیں تم ہی پڑھاؤ تم ایک کے آپس میں امیر ہو۔ یہ اللہ نے اس امت کا اعزاز رکھا ہے۔ ان دونوں حدیثوں کی وجہ سے علماء امت میں اختلاف ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز پڑھائیں گے یا حضرت مہدی امام بنیں گے۔ صاحب شرح عقائد کی رائے یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی امام ہوں گے اور حضرت مہدی مقتدی ہوں گے۔ احقر کی رائے بھی یہی ہے کیونکہ پہلی روایت میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے امام ہونے کی تصریح ہے اور اس سے دونوں روایتیں جمع ہوجاتی ہیں کہ پہلے انکار فرمائیں گے اور پھر امت محمدیہ کا اعزاز ظاہر کر کے دوسری درخواست پر نماز پڑھا دیں گے۔ (۱) باب لد ملک شام میں ایک پہاڑ کا نام ہے اور بعض کہتے ہیں بیت المقدس کے قریب کوئی بستی ہے۔

وہ درخت اور پتھر کہہ دے گا کہ اے مسلمان آمیرے پیچھے یہودی ہے اسے قتل کردے۔ سوائے غرقد کے درخت کے (کہ وہ نہ بتائے گا۔ کیونکہ غرقد یہودیوں کا درخت ہے)۔[1]

صاحب مظاہر حق لکھتے ہیں کہ غرقد ایک خاردار درخت کا نام ہے اور یہ جو فرمایا کہ وہ یہود کا درخت ہے کہ یہود سے اسے کوئی خاص نسبت ہے جس کا علم اللہ ہی کو ہے۔ پھر لکھتے ہیں کہ بعض نے کہا ہے کہ یہ وقت جب ہوگا جب کہ دجال نکل آئے گا اور یہودی اسکے پیچھے لگ جائیں گے اور مسلمان ان سے جنگ کریں گے۔

حضرت مہدی علیہ السلام کی وفات اور حضرت عیسی علیہ السلام کا امام بننا

ابو داؤد شریف کی ایک روایت میں گزر چکا ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ لسلام خلیفہ ہونے کے بعد سات برس زندہ رہ کر وفات پائیں گے اور مشکوٰۃ شریف میں حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں شک کے ساتھ ہے کہ

یعیش فی ذالک سبع سنین اوثمان سنین او تسع سنین[2]

مہدی اسی (عدل و انصاف کے) حال میں سات یا آٹھ یا نو برس زندہ رہیں گے۔

ممکن ہے کہ راوی سے بھول ہوئی ہو اور صحیح یاد نہ رہنے کے سبب شک کے ساتھ نقل کر دیا ہو حضرت شاہ صاحبؒ نے ان دونوں روایتوں کو یوں جمع فرمایا ہے کہ ان کے دور حکومت میں سات برس بے فکری رہے گی اور آٹھواں برس دجال سے لڑنے بھڑنے میں گذرے گا اور نواں برس حضرت عیسٰی علیہ السلام کے ساتھ

(۱) مسلم شریف۔ (۲) مستدرک حاکم۔

گزرے گا۔ پھر وفات پا جائیں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کے جنازہ کی نماز پڑھا کر دفن کر دیں گے (پھر حضرت شاہ صاحب) لکھتے ہیں۔'' اس کے بعد سارے کاموں کا انتظام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذمہ ہوگا اور زمانہ بہت ہی اچھی حالت پر ہوگا۔

مسلمانوں کو لے کر حضرت عیسیٰؑ کا طور پر چلا جانا اور یاجوج ماجوج کا نکلنا

مسلم شریف میں دجال کے قتل ہو جانے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لوگوں کے پاس پہنچ کر چہروں پر ہاتھ پھیرنے کے بعد یاجوج ماجوج کے نکلنے کا ذکر ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام اسی حال میں (یعنی قتل دجال کے بعد لوگوں سے ملنے جلنے میں) ہوں گے کہ اللہ پاک کی ان کی طرف وحی آئے گی کہ بے شک میں اپنے ایسے بندوں کو نکالنے والا ہوں کہ کسی میں ان سے لڑنے کی طاقت نہیں ہے لہٰذا تم میرے (مومن) بندوں کو طور پر لے جا کر محفوظ کر دو (چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسلمانوں کو لے کر طور پر تشریف لے جائیں گے) اور خدا یاجوج ماجوج کو بھیج دے گا اور وہ ہر بلندی سے تیزی کے ساتھ دوڑ پڑیں گے (ان کی کثرت کا یہ عالم ہوگا کہ) جب اگلا گروہ طبریہ[1] کے تالاب پر گزرے گا تو تمام پانی پی جائے گا۔ (اور اسے اس قدر خشک کر دے گا کہ) پیچھے کے لوگ اس تالاب پر گزریں گے تو کہیں کہ ضرور اس میں کبھی پانی تھا۔

(۱) صاحب مرقات لکھتے ہیں کہ طبریہ شام میں ایک جگہ کا نام ہے اور صاحب قاموس نے بتایا ہے کہ واسطہ میں ہے جس تالاب کا ذکر حدیث میں ہے وہ دس میل لمبا ہے۔

اس کے بعد چلتے چلتے ''خمر'' پہاڑ تک پہنچیں گے جو بیت المقدس کا ایک پہاڑ ہے یہاں پہنچ کر کہیں گے ہم زمین والوں کو تو قتل کر چکے آؤ اب آسمان والوں کو قتل کریں۔ چنانچہ اپنے تیروں کو آسمان کی طرف پھینکیں گے جنہیں خدا (اپنی قدرت سے) خون میں ڈوبا ہوا واپس کردے گا (یاجوج ماجوج زمین میں شر و فساد مچا رہے ہوں گے) اور اللہ کے نبی (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) اپنے ساتھیوں کے ساتھ (کوہ طور پر) گھرے ہوئے ہوں گے حتی کہ (اس قدر حاجت مند ہوں گے کہ) ان میں سے ایک شخص کے لئے بیل کی سری ان سو دیناروں سے بہتر ہوگی جو آج تم میں سے کسی کے پاس ہوں (پریشانی دور کرنے کے لئے) اللہ کے نبی عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی اللہ کی جناب میں گڑگڑائیں گے (اور یاجوج ماجوج کی ہلاکت کی دعا کریں گے) چنانچہ خدا یاجوج ماجوج پر (بکریوں اور اونٹوں کی ناک میں نکلنے والی بیماری جسے عرب والے) نغف (کہتے ہیں) بھیج دے گا جو ان کی گردنوں میں نکل آئے گی اور وہ سب کے سب ایک ہی وقت میں مر جائیں گے جیسے ایک ہی شخص کو موت آئی ہو اور سب ایسے پڑے ہوں گے جیسے کسی شیر نے پھاڑ ڈالے ہوں۔ ان کے مر جانے کے بعد اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی (کوہ طور سے) اتر کر زمین پر آئیں گے اور زمین پر بالشت بھر جگہ ایسی نہ پائیں گے جو ان کے چربی اور بدبو سے خالی ہو۔ لہٰذا اللہ کے نبی عیسیٰ (علیہ السلام) اور ان کے ساتھ اللہ کی جناب میں گڑگڑائیں گے اور دعا کریں گے کہ خدایا ان کی چربی اور بدبو سے ہمیں محفوظ کر دے لہٰذا خدا بڑے بڑے پرندے جو لمبے لمبے اونٹوں کی گردنوں کے برابر ہوں گے بھیج دے گا جو یاجوج ماجوج کی نعشوں کو اٹھا کر جہاں خدا چاہے گا پھینک دیں گے۔ پھر خدا بارش بھیج دے گا جس سے کوئی مکان اور کوئی خیمہ نہ بچے گا اور بارش ساری زمین کو دھو

برآمد کر دے گی (پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کے ساتھی آرام سے زمین پر رہنے لگیں گے اور خدا کا ان پر بڑا فضل وکرم ہوگا اور ان کی خاطر) اس وقت زمین کو (خدا کی جانب سے) حکم دیا جائے گا کہ اپنے پھل اگا دے اور اپنی برکت واپس کر دے چنانچہ زمین پھل خوب اگائے گی اور اپنی برکتیں باہر پھینک دے گی۔ جس کا (نتیجہ یہ ہوگا کہ) ایک جماعت ایک انار کو کھایا کرے گی (کیونکہ انار بہت بڑا ہوگا) اور انار کے چھلکے کی چھتری بنا کر چلا کریں گے اور دودھ میں بھی برکت دے دی جائے گی یہاں تک کہ ایک اونٹنی کا دودھ بہت بڑی جماعت کے (پیٹ بھرنے کے) لئے کافی ہوگا اور ایک گائے کا دودھ ایک بڑے قبیلے کے لئے اور ایک بکری کا دودھ ایک چھوٹے قبیلے کے لئے کافی ہوگا)۔

مسلمان اسی عیش و آرام اور خیر و برکت میں زندگی گزار رہے ہوں گے کہ (قیامت بہت ہی قریب ہو جائے گی اور چونکہ قیامت کافروں ہی پر قائم ہوگی اس لئے) اچانک خدا ایک عمدہ ہوا بھیجے گا جو مسلمانوں کی بغلوں میں لگ کر ہر مومن اور مسلم کی روح قبض کرے گی اور بدترین لوگ باقی رہ جائیں گے جو گدھوں کی طرح (سب کے سامنے بے حیائی کے سبب) عورتوں سے زنا کریں گے انہیں پر قیامت آئے گی۔[1]

ترمذی شریف کی روایت میں یہ بھی ہے کہ یاجوج ماجوج کی کمانوں اور تیروں اور ترکشوں کو سات سال تک مسلمان جلائیں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں رعایا کی حالت

اوپر کی روایت سے معلوم ہو چکا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں پھلوں، غلوں اور دودھ میں بہت زیادہ برکت ہوگی۔

---

(۱) مسلم شریف۔

دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سات برس زندہ رہیں گے (اور مسلمانوں کی آپس کی محبت کا یہ حال ہوگا کہ) دو آدمیوں میں ذرا بھی دشمنی نہ ہوگی[۱]

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے ایسا ضرور ہوگا کہ ابن مریم (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) تم میں اتریں گے جو منصف حاکم ہوں گے (آسمان سے اتر کر عیسائیوں کے پوجنے کی) صلیب توڑ دیں گے (یعنی عیسائیت کو ختم فرمائیں گے) اور دین محمدی ﷺ کو بلند کریں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے (جسے عیسائی حلال سمجھ کر خوب کھاتے ہیں) اور جزیہ لینا بند کر دیں گے (یعنی ان کے دور حکومت میں غیر مسلموں سے جزیہ نہ لیا جائے گا کیونکہ وہ اسلام کو خوب پھیلائیں گے اور اہل کتاب یہود ونصاریٰ ان کے تشریف لانے پر ان پر ایمان لے آئیں گے لہٰذا جزیہ دینے والا کوئی نہ رہے گا۔ دوسری وجہ یہ بھی ہوگی کہ اس زمانہ میں مال بہت ہوگا اور جزیہ لینے کی ضرورت ہی نہ رہے گی۔ جیسا کہ آگے فرمایا اور مال بہا دیں گے حتیٰ کہ اسے کوئی قبول نہ کرے گا (اور دین کی قدر دلوں میں اس قدر بیٹھ جائے گی کہ) ایک سجدہ ساری دنیا سے اور جو کچھ دنیا میں ہے ان سب سے بہتر ہوگا۔

اس کے بعد حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ میری روایت کی تصدیق کے لئے چاہو تو یہ آیت پڑھ لو۔

وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ [۲]

اور کوئی اہل کتاب ایسا نہیں جو حضرت عیسیٰ کے زمانہ میں موت سے پہلے ان پر ایمان نہ لائے۔

(۱) مسلم شریف۔ (۲) بخاری و مسلم۔

مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کے زمانہ میں (اس قدر مال ہوگا اور آپس میں اس قدر محبت ہوگی کہ) اونٹنیاں (یوں ہی) چھوڑ دی جائیں گی کہ ان پر سوار ہو کر تجارت وزراعت وغیرہ کی کوشش نہ کی جائے گی۔ (اونٹنی بطور مثال ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مال بہت ہوگا اور کمانے کے لئے ادھر ادھر جانے اور سواریوں پر لادنے کی ضرورت نہ ہوگی۔ اور ضرور بضرور (دلوں سے) دشمنی جاتی رہے گی اور آپس میں بغض وحسد نہ رہے گا (اور لوگوں کو) ضرور بضرور مال کی طرف بلایا جائے گا اور کوئی بھی قبول نہ کرے گا۔

حضرت مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کی حالت معلوم کرنے اور ان دونوں کی مدت حکومت کو ملانے سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں ۱۴ برس[1] ایسے ہوں گے کہ دنیا میں اسلام ہی اسلام ہوگا اور مال و دولت کی کثرت ہوگی۔ آپس میں محبت کا یہ عالم ہوگا کہ ذرا بھی دشمنی نہ ہوگی۔ بغض وحسد نام کو نہ ہوگا۔ غالباً اسی زمانہ کے بارے میں رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

لا یبقیٰ علی وجه الارض بیت مدرولا وبرالا ادخله الله کلمة الاسلام بعز عزیز وذل ذلیل اما یعزهم الله فیجعلهم من اهلها او یذلهم فیدینون لها (احمد)

زمین پر کوئی مٹی کا گھر اور کوئی خیمہ ایسا باقی نہ رہے گا جس میں اللہ اسلام کا کلمہ داخل نہ فرمادے (اور یہ داخل کرنا دو صورتوں میں ہوگا) یا تو خدا عزت والوں کو عزت دے کر کلمہ اسلام کا قبول کرنے والا بنا دے گا (اور وہ بخوشی مسلمان

(۱) کیونکہ بقول حضرت شاہ رفیع الدین صاحب حضرت مہدی کی مدت حکومت ۹ برس ہوگی اور سات برس حضرت عیسیٰ کی مدت حکومت ہوگی جس میں ایک برس دونوں کی موجودگی میں گذرے گا اور ایک برس دجال سے لڑنے میں ختم ہوگا۔۱۲

ہو جائیں گے) یا ذلت والوں کو خدا ذلت دے دے گا اور وہ کلمہ اسلام کے سامنے (مجبور ہو کر) جھک جائیں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات اور ان کے بعد دیگر امرا

روایت گزر چکی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتر کر سات برس دنیا میں رہیں گے۔ پھر اس دار فانی کو چھوڑ کر عالم آخرت کو تشریف لے جائیں گے۔ بعض روایات میں ہے کہ وہ شادی بھی کر لیں گے اور اولاد ہوگی اور رسول اللہ ﷺ کی قبر اطہر کے پاس ہی آپ دفن ہوں گے[1]۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دنیا سے کوچ کرنے کے بعد آپ کا جانشین کون ہوگا؟ اس کا حال دوسری حدیثوں سے معلوم نہیں ہوتا[2]۔

خدا ہی جانے آپ کے بعد کون حاکم ہوگا۔ البتہ حدیثوں سے یہ ضرور معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے بعد دین کمزور ہو جائے گا۔ چنانچہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے سنن ابن ماجہ سے روایت نقل کی ہے کہ اسلام اس طرح مٹ جائے گا جیسے

(۱) مشکوٰۃ۔ (۲) حضرت شاہ رفیع الدینؒ لکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جانشین ایک شخص جہجاہ نامی قبیلہ قحطان سے ہوگا جو انصاف والوں کی طرح سلطنت کرے گا۔ لیکن یہ صحیح نہیں معلوم ہوتا کیونکہ جہجاہ کے بارے میں یہ ثابت نہیں کہ وہ قحطان سے ہوگا بلکہ اغلب یہ ہے کہ حدیثوں میں جو قحطانی اور جہجاہ کا ذکر ہے وہ دونوں الگ الگ ہوں گے۔ حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں اس کو ترجیح دی ہے، نیز ملک قحطان کا نیک اور منصف ہونا بھی حدیث میں مذکور نہیں ہے۔ بلکہ حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ وہ اپنی لکڑی سے لوگوں کو ہانکے گا اس سے معلوم ہوا کہ وہ درشت طبع ہوگا اور حافظ ابن حجر نے اس کے ظالم اور فاسق ہونے کی تصریح کی ہے۔۱۲

کپڑے کی دھاری (دھلتے دھلتے) مٹ جاتی ہے حتی کہ یہ بھی نہ جانا جائے گا۔ کہ روزے کیا ہیں اور نماز کیا ہے؟ حج کیا ہے اور صدقہ کیا ہے اور بوڑھے مرد اور عورتوں کی کچھ جماعتیں باقی رہ جائیں گی جو کہیں گے کہ ہم نے اپنے باپ داداؤں کو کلمہ لا الہ الا اللہ پر پایا تھا تو ہم بھی اسے پڑھ لیتے ہیں۔ اس سے آگے کچھ نہیں جانتے۔

قرب قیامت کی کچھ اور بڑی نشانیاں

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد جہالت اور بد دینی بڑھتی چلی جائے گی حتی کہ زمین پر کوئی اللہ اللہ کہنے والا بھی باقی نہ رہے گا اور بہت ہی برے انسان دنیا میں رہ جائیں گے اور انہیں پر قیامت قائم ہوگی۔ اس دوران میں قیامت کی باقی نشانیاں بھی ظاہر ہوں گے جن کا حدیثوں میں ذکر آیا ہے۔ مثلاً حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت ہرگز قائم نہ ہوگی جب تک تم اس سے پہلے دس نشانیاں نہ دیکھ لو۔

(۱) دھواں (۲) دجال (۳) دابۃ الارض (۴) پچھم سے سورج کا نکلنا (۵) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا (۶) یاجوج ماجوج کا نکلنا (۷، ۸، ۹) زمین میں تین جگہ لوگوں کا دھنس جانا ایک مشرق میں دوسرا مغرب میں اور تیسرا عرب میں (۱۰) اور ان سب کے آخر میں آگ یمن سے نکلے گی جو لوگوں کو ان کی محشر کی طرف (گھیر کر) پہنچا دے گی۔

دوسری روایت میں دسویں نشانی (آگ کے بجائے) یہ ذکر فرمائی کہ ایک ہوا نکلے گی جو لوگوں کو سمندر میں ڈال دے گی۔ (مشکوٰۃ)

اس حدیث میں جن دس چیزوں کا ذکر ہے۔ ان میں سے دجال اور یاجوج

ماجوج اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کا مفصل بیان پہلے گزر چکا ہے۔ باقی چیزوں کو ذیل میں درج کرتا ہوں۔

دھواں

اس حدیث میں قیامت سے پہلے جس دھوئیں کے ظاہر ہونے کا ذکر ہے اس کے بارے میں شارح مشکوٰۃ علامہ طیبی لکھتے ہیں کہ اس سے وہی دخان مراد ہے جو سورۃ الدخان کی آیت:

فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ ۝ يَغْشَى النَّاسَ

''سو انتظار کر اس دن کا جب کہ آسمان ظاہر دھواں لائے گا
جو لوگوں پر چھا جائے گا۔''

میں ذکر ہے مگر اس کے بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے تھے کہ اس میں قیامت کے نزدیک کسی نئے دھوئیں کے ظاہر ہونے کی خبر نہیں دی گئی بلکہ اس سے قریش مکہ کا وہ زمانہ قحط مراد ہے جو آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں پیش آیا اور قریش مکہ بھوک سے اس قدر پریشان ہوئے کہ آسمان و زمین کے درمیان کا خلا انہیں دھواں دکھائی دیتا تھا حالانکہ حقیقت میں نہ تھا۔

لیکن حضرت حذیفہؓ اس بارے میں حضرت ابن مسعودؓ سے متفق نہ تھے بلکہ فرماتے تھے کہ اس آیت میں قیامت کے قریب ایک دھوئیں کے ظاہر ہونے کی خبر دی گئی جس کی تفصیل خود سرور عالم ﷺ سے منقول ہے کہ جب آپ سے اس کا مطلب دریافت کیا گیا تو ارشاد فرمایا کہ

''ایسا دھواں ہوگا کہ جو مشرق سے مغرب تک خلا بھر دے گا اور چالیس دن رہے گا۔ اس دھوئیں سے اہل ایمان کو زکام کی طرح تکلیف محسوس ہوگی اور کافر

بے ہوش ہو جائیں گے۔'' (مرقاۃ)

دابۃ الارض

(زمین کا چوپایہ) یعنی ایک ایسا جانور جو زمین سے نکل کر اہل ایمان کی پیشانی پر نورانی خط کھینچ دے گا اور کافروں کی ناک یا گردن پر سیاہ مہر لگا دے گا۔ سورۂ نمل کی آیت میں اس جانور کا ذکر آیا ہے۔

وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ ۝

اور جب ان پر وعدہ قیامت پورا ہونے کو ہوگا تو ہم ان کے لئے زمین سے ایک جانور نکالیں گے جو ان سے باتیں کرے گا کہ لوگ ہماری (یعنی اللہ جل شانہ کی آیتوں پر یقین لاتے تھے۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ جس روز مغرب سے آفتاب نکل کر واپس ہو کر غروب ہوگا اس سے دوسرے دن صفا پہاڑ (جو مکہ کے قریب ہے) زلزلہ سے پھٹ جائے گا اور اس میں سے ایک عجیب شکل کا جانور نکلے گا جس کا منہ انسانوں کے منہ کی طرح ہوگا اور پاؤں اونٹ جیسے ہوں گے اور گردن گھوڑے کی گردن کے مشابہ ہوگی۔ اس کی دم گائے کی دم کی طرح اور کھر ہرن کے کھروں جیسے اور سینگ بارہ سنگھے کے سینگوں کے مشابہ ہوں گے ہاتھوں کے بارے میں لکھتے ہیں کہ اس کے ہاتھ بندر کے ہاتھوں جیسے ہوں گے۔

پھر لکھتے ہیں کہ وہ بڑی فصاحت سے لوگوں سے گفتگو کرے گا اور اس کے ایک ہاتھ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور دوسرے میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی ہوگی۔ اس تیزی سے تمام ملکوں میں پھرے گا کہ کوئی ڈھونڈنے والا اسے نہ پا سکے گا اور کوئی بھاگنے والا اس سے بچ کر نہ جا سکے گا اور تمام انسانوں

پر نشان لگا دے گا۔ ہر مومن کی پیشانی پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا سے ایک خط کھینچ دے گا جس سے اس کا سارا منہ نورانی اور بارعب ہو جائے گا اور ہر کافر کی ناک یا گردن پر حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی سے مہر لگا دے گا جس کی وجہ سے سارمنہ کالا ہو جائے گا اور مومن و کافر میں پورا پورا فرق ہو جائے گا) حتیٰ کہ اگر ایک دستر خوان پر بہت سی جماعتیں بیٹھ جائیں تو مومن و کافر الگ الگ ہو جائیں گے۔

اس کام سے فارغ ہو کر وہ جانور غائب ہو جائے گا۔

مغرب سے آفتاب نکلنا

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے (ایک دن مجھ سے) سورج چھپ جانے کے بعد فرمایا تم جانتے ہو یہ کہاں جاتا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول ہی خوب جانتے ہیں۔ اس پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ بیشک یہ چلتے چلتے عرش کے نیچے پہنچ کر (خدا کو) سجدہ کرتا ہے اور حسب عادت مشرق سے طلوع ہونے کی اجازت چاہتا ہے اور اسے اجازت دے دی جاتی ہے اور ایسا بھی ہونے والا ہے کہ ایک روز یہ سجدہ کرے گا اور اس کا سجدہ قبول نہ ہوگا اور (مشرق سے طلوع ہونے کی) اجازت چاہے گا اور اجازت نہ دی جائے گی اور کہا جائے گا کہ جہاں سے آیا ہے وہیں واپس لوٹ جا۔ چنانچہ (سورج واپس ہو کر) مغرب کی جانب سے طلوع ہوگا پھر فرمایا کہ

وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا (یٰسٓ) سورج اپنے ٹھکانے کو جاتا ہے۔

کا یہی مطلب ہے کہ (اپنے مقرر ٹھکانے تک جا کر مشرق سے نکلتا ہے) اور فرمایا کہ اس کا ٹھکانا عرش کے نیچے ہے۔ (بخاری ومسلم)

اس حدیث مبارک کے علاوہ دیگر احادیث میں بھی مغرب سے سورج نکلنے کا ذکر آیا ہے مثلاً حضرت صفوان بن عسالؓ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بلا شبہ اللہ تعالیٰ نے مغرب میں توبہ کا ایک دروازہ بنایا ہے جس کا عرض ستر سال کی مسافت ہے (یعنی وہ اس قدر وسیع ہے کہ اس کی جانب سے دوسری جانب تک پہنچنے کے لئے ستر سال درکار ہیں) یہ دروازہ اس وقت تک بند نہ ہوگا جب تک مغرب سے سورج نہ نکلے۔ پھر فرمایا کہ اللہ عزوجل کے ارشاد ذیل کا یہی مطلب ہے۔

يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِيْٓ اِيْمَانِهَا خَيْرًا

ترجمہ:۔ جس روز تمہارے رب کی ایک نشانی آپہنچے گی کسی ایسے شخص کا ایمان اس کے کام نہ آئے گا جو پہلے سے مومن نہ تھا یا اپنے ایمان میں اس نے کوئی نیک عمل نہ کیا تھا۔

مطلب یہ ہے کہ جب آفتاب مغرب سے نکل آئے گا تو نہ کافر کا مومن ہو جانا قبول ہوگا اور نہ کسی ایمان والے کی گناہوں سے توبہ قبول کی جائے گی۔ بخاری ومسلم کی ایک حدیث میں یہ صاف تصریح آئی ہے کہ جب سورج کو مغرب سے نکلا ہوا دیکھیں گے تو سب ایمان لے آئیں گے اور اس وقت کسی کا ایمان یا توبہ قبول نہ ہوگی۔

حضرت ابو موسیٰؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بلا شبہ رات کو خدا اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ دن کے گنہگار توبہ کرلیں اور بلا شبہ دن کو خدا ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ رات کے گنہگار توبہ کرلیں جب تک سورج مغرب سے طلوع نہ ہو۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سورج

ئے پچھم سے نکلنے سے پہلے جو کوئی توبہ کرے گا خدا اس کی توبہ قبول کرے گا۔
فتح الباری میں طبرانی سے ایک حدیث نقل کی ہے کہ مغرب سے آفتاب طلوع ہونے کے بعد قیامت تک کسی کا ایمان یا توبہ قبول نہ ہوگی۔

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ ایک رات اس قدر لمبی ہوگی کہ مسافر چلتے چلتے گھبرا جائیں گے اور بچے سوتے سوتے اکتا جائیں گے۔ اور جانور جنگل جانے کے لئے چلانا شروع کر دیں گے لیکن سورج ہرگز نہ نکلے گا حتی کہ لوگ خوف و گھبراہٹ سے بے قرار ہو کر گریہ وزاری اور توبہ کرنے لگیں گے۔ یہ رات تین چار راتوں کے برابر لمبی ہوگی اور لوگوں کی سخت گھبراہٹ کے وقت تھوڑی سی روشنی لے کر پچھم کی جانب سے سورج نکل آئے گا۔ اس کی روشنی ایسی ہوگی جیسی گہن کے وقت چاند کی ہوتی ہے۔

صاحب بیان القرآن لکھتے ہیں کہ درمنثور میں ایک روایت نقل کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ مغرب سے طلوع ہو کر جب آفتاب (۱) آسمان میں پہنچ جائے گا تو واپس لوٹ جائے گا۔ اور مغرب ہی میں غروب ہو کر بدستور مشرق سے نکلنے لگے گا۔

فتح الباری میں ایک حدیث نقل کی گئی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مغرب سے آفتاب طلوع ہونے کے بعد ایک سو بیس سال انسان اور زندہ رہیں گے۔ پھر قیامت آئے گی۔

زمین میں دھنس جانا

حدیث شریف میں تصریح ہے کہ تین مقامات پر لوگ زمین میں دھنسا دیئے

(۱) مسلم شریف۔ (۲) قیامت نامہ۔

جائیں گے ایک مشرق میں دوسرے مغرب میں اور تیسرے جزیرہ عرب میں حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ یہ عذاب تقدیر کے جھٹلانے والوں پر آئے گا۔ خود حدیث میں اس کی صاف تصریح بھی وارد ہوئی ہے جو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس امت میں زمین میں دھنسنا اور صورتوں کا مسخ ہو جانا واقع ہوگا اور یہ تقدیر کو جھٹلانے والوں میں ہوگا۔[۱]

یمن سے آگ کا نکلنا

ایک آگ یمن سے نکل کر لوگوں کو محشر کی طرف گھیر کر پہنچا دے گی۔ صاحب مرقات لکھتے ہیں کہ محشر سے شام کی سرزمین مراد ہے کیونکہ حدیث سے ثابت ہے کہ شام کی سرزمین میں (نفخ صور کے بعد) حشر ہوگا۔

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ ان ہی دنوں (جب کہ زمین پر کوئی اللہ اللہ کہنے والا نہ رہے گا) ملک شام میں امن ہوگا اور غلہ بھی سستا ہوگا خواہ سوداگر ہوں خواہ دستکار ہوں خواہ سرمایہ دار غرضیکہ سب کے سب گھر کے اسباب چھوڑ کر ملک شام کی طرف روانہ ہو جائیں گے اور جو لوگ دوسرے ملکوں میں چلے گئے تھے وہ بھی ملک شام میں آ کر آباد ہو جائیں گے اور تھوڑے ہی دنوں کے بعد ایک بہت بڑی آگ ظاہر ہوگی اور لوگوں کو کھدیڑتی ہوئی ملک شام پہنچا دے گی۔ اس کے بعد وہ آگ غائب ہو جائے گی۔ کچھ عرصہ بعد لوگ اپنے اپنے وطنوں کا رخ کریں گے (اور دوسرے ملکوں میں بھی آدمی جا کر واپس جائیں گے) لیکن ملک شام میں پوری آبادی رہے گی یہ قیامت کے نزدیک بالکل آخری علامت ہوگی اور اس کے تین چار برس بعد قیامت آجائے گی۔

---

(۱) مشکوۃ۔

سمندر میں پھینکنے والی ہوا

مسلم کی ایک روایت میں دس نشانیوں میں سے قیامت کی ایک نشانی یہ بھی ذکر فرمائی ہے کہ ایک ہوا ایسی ظاہر ہوگی جو لوگوں کو سمندر میں پھینک دے گی اس کی مزید توضیح کسی کتاب میں میری نظر سے نہیں گزری۔

قیامت کے بالکل قریب لوگوں کی حالت اور وقوع قیامت

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت بدترین مخلوق پر قائم ہوگی[1]۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک زمین میں اللہ اللہ کہا جائے گا۔ دوسری روایت میں ہے کہ کسی ایسے ایک شخص پر (بھی) قیامت قائم نہ ہوگی جو اللہ اللہ کہتا ہوگا[2]۔

مسلم شریف کی ایک حدیث پہلے گزر چکی ہے جس میں یہ مذکور تھا کہ اچانک خدا ایک ہوا بھیج دے گا جو مسلمانوں کی بغلوں میں لگ کر ہر مومن اور مسلم کی روح قبض کرلے گی اور بدترین لوگ باقی رہ جائیں گے۔ (سب کے سامنے بے حیائی سے) گدھوں کی طرح عورتوں کے ساتھ زنا کریں گے انہیں پر قیامت قائم ہوگی۔

حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں ایک روایت طبرانی سے نقل کی ہے جس میں اس بے حیائی کا تفصیلی نقشہ بھی مذکور ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ قیامت اس

(۱) مسلم۔ (۲) مسلم

وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک ایسا نہ ہو کہ ایک عورت مردوں کے مجمع پر گزرے گی اوران میں سے ایک شخص کھڑے ہو کر اس کا دامن اٹھائے گا (جیسے دنبی کی دم اٹھائی جاتی ہے اوراس سے زنا کرنے لگے گا (یہ حال دیکھ کر) ان میں سے ایک شخص کہے گا کہ اس کو دیوار کے پیچھے ہی چھپا لیتا تو اچھا تھا (پھر فرمایا کہ) یہ شخص ان میں ایسا (مقدس بزرگ) ہوگا جیسے تم میں ابو بکرؓ وعمرؓ ہیں۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ رات اور دن اس وقت تک ختم نہ ہوں گے جب تک لات اور عزیٰ کی پوجا دوبارہ نہ ہونے لگے (لات اور عزیٰ مشرکین عرب کے دو بت تھے اسلام قبول کرنے پر ان کی پوجا بند ہوگئی لیکن پھر ان کی پوجا ہونے لگے گی) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ جب اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۟

ترجمہ:۔ وہ اللہ ایسا ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا ہے تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب کردے۔

تو میں نے یہی سمجھ لیا تھا کہ جو اس آیت میں فرمایا گیا ہے وہ ہو کر رہے گا اور آپ فرمارہے ہیں کہ لات اور عزیٰ کی دوبارہ پرستش شروع ہو جائے گی پھر اس آیت کا کیا مطلب ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ جب تک خدا چاہے گا یہ (غلبہ اسلام) رہے گا پھر خدا ایک عمدہ ہوا بھیجے گا جس کی وجہ سے ہر اس مومن کی وفات ہو جائے گی جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہوگا اس کے بعد وہ لوگ رہ جائیں گے جن میں کچھ بھلائی نہ ہوگی لہٰذا اپنے باپ داداؤں کے دین کی

طرف لوٹ جائیں گے(۱)۔

حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ (دجال کے قتل ہو جانے کے بعد) سات برس لوگ اس حال میں رہیں گے کہ دو آدمیوں میں ذرا سی دشمنی نہ ہوگی۔ پھر ملک شام سے ایک ٹھنڈی ہوا چلے گی جس کی وجہ سے (تمام مومن ختم ہو جائیں گے) زمین پر کوئی ایسا شخص باقی نہ رہے گا۔ جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہو اور اس ہوا کے سبب اس کی روح قبض نہ ہو جائے حتی کہ اگر تم (مسلمانوں میں سے) کوئی پہاڑ کے اندر (کسی کھو میں) داخل ہو جائے گا تو وہ ہوا (وہاں بھی ضرور داخل ہو کر اس کی روح قبض کر لے گی)۔

(پھر فرمایا کہ اس کے بعد بدترین لوگ رہ جائیں گے جو (برے کرتوتوں اور شرارتوں کی طرف بڑھنے میں) ہلکے پرندوں کی طرح (تیزی سے اڑنے والے) ہوں گے اور (دوسروں کا خون بہانے اور جان لینے میں درندں جیسے اخلاق والے ہوں گے۔ نہ بھلائی کو پہچانتے ہوں گے نہ برائی کو برائی سمجھتے ہوں گے۔ ان کا یہ حال دیکھ کر شیطان انسانی صورتوں میں ان کے سامنے آ کر کہے گا کہ (افسوس تم کیسے ہو گئے، تمہیں شرم نہیں آتی (کہ اپنے باپ داداؤں کا دین چھوڑ بیٹھے؟) وہ کہیں گے تو ہی بتا کیا کریں؟ وہ انہیں بت پرستی کی تعلیم دے گا (اور وہ بت پوجنے لگیں گے) وہ اسی حال میں ہوں گے (یعنی بت پوجتے ہوں گے شر و فساد میں تیزی سے ترقی کر رہے ہوں گے اور درندوں کی طرح خون بہانے میں مصروف ہوں گے اور) انہیں خوب رزق مل رہا ہوگا اور اچھی زندگی گزر رہی ہوگی۔ پھر (کچھ عرصہ کے بعد) صور پھونکا جائے گا جسے سن کر سب انسان

(۱) مسلم۔

بیہوش ہو جائیں گے اور) جو کوئی بھی اسے سنے گا (دہشت کے سبب حیران ہو کر) ایک طرف گردن جھکا دے گا اور دوسری طرف کو اٹھا دے گا۔

پھر فرمایا کہ سب سے پہلے جو شخص اس کی آواز سنے گا وہ ہوگا جو اپنے اونٹوں کو پانی پلانے کا حوض لیپ رہا ہوگا۔ یہ شخص صور کی آواز سن کر بیہوش ہو جائے گا اور (پھر) سب لوگ بیہوش ہو جائیں گے پھر خدا ایک بارش بھیجے گا۔ جو شبنم کی طرح ہوگی اس کی وجہ سے آدمی اگ جائیں گے (یعنی قبروں میں مٹی کے جسم بن جائیں گے۔ پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا۔ تو اچانک سب کھڑے دیکھتے ہوں گے۔

بخاری اور مسلم کی ایک حدیث میں ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ البتہ قیامت ضرور اس حالت میں قائم ہوگی کہ دو شخصوں نے اپنے درمیان (خرید و فروخت کے لئے) کپڑا کھول رکھا ہوگا اور ابھی معاملہ طے کرنے اور کپڑا لپیٹنے بھی نہ پائیں گے کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔ (پھر فرمایا کہ) البتہ قیامت ضرور اس حال میں قائم ہوگی کہ ایک انسان اپنی اونٹنی کا دودھ نکال کر جا رہا ہوگا اور پی بھی نہ سکے گا اور قیامت یقیناً اس حال میں قائم ہوگی کہ انسان اپنا حوض لیپ رہا ہوگا اور ابھی اس میں (مویشیوں کو پانی بھی نہ پلانے پائے گا اور واقعی قیامت اس حال میں قائم ہوگی کہ انسان اپنے منہ کی طرف لقمہ اٹھائے گا اور اسے کھا بھی نہ سکے گا)۔

مطلب یہ ہے کہ جیسے آج کل کی طرح لوگ کاروبار میں لگے ہوئے ہیں اسی طرح قیامت کے آنے والے دن بھی مشغول ہوں گے اور قیامت یکا یک آجائے گی۔ جیسا کہ اللہ جل شانہ نے فرمایا ہے:

بَلْ تَأْتِيهِمْ بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ

بلکہ قیامت ان پر اچانک آ پہنچے گی سو ان کے ہوش کھو دے گی۔ پھر نہ اسے ہٹا سکیں اور نہ انہیں مہلت ہی دی جائے گی۔

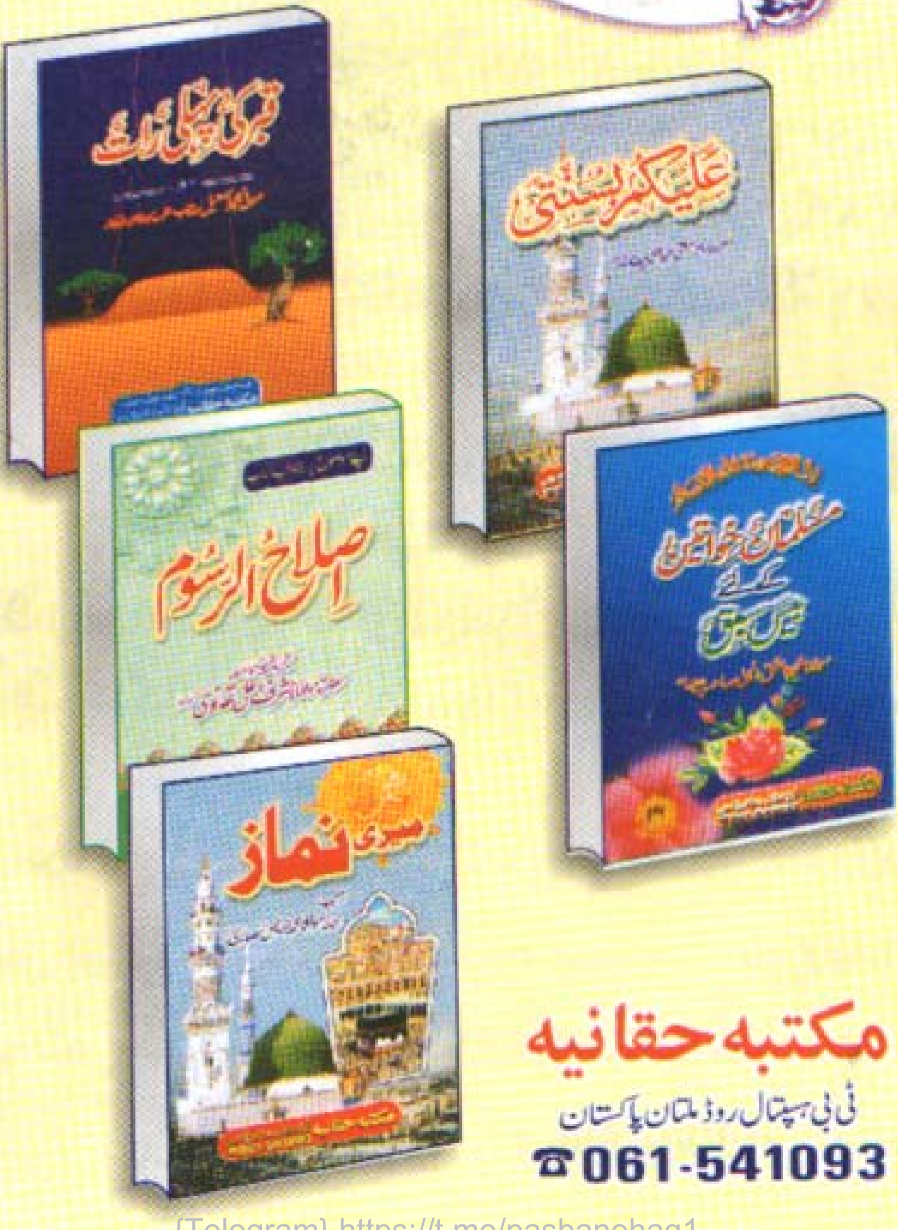
الحاصل قیامت کی نشانیاں اللہ رب العزت نے اپنے رسول کی زبانی بندوں تک پہنچا دی ہیں اور اس کے آنے کا ٹھیک وقت خود سرور عالم ﷺ کو بھی نہیں بتایا البتہ ابن ماجہ اور مسند احمد کی روایت میں اتنا ضرور ہے کہ قیامت جمعہ کے دن آئے گی اور یہ بھی فرمایا کہ تمام مقرب فرشتے اور ہر ایک آسمان ہر ایک زمین پر ہوا ہر پہاڑ ہر دریا ڈرتا ہے کہ کہیں آج ہی قیامت نہ ہو۔ غرضیکہ قیامت کا ٹھیک وقت اللہ کے سوا کسی کو پتہ نہیں بعض لوگوں نے انکل سے قیامت کے آنے کا وقت بتایا ہے مگر وہ محض انکل اور ان ھم الا یخرصون کے درجہ میں ہے۔ جب لوگوں نے سرور عالم ﷺ سے قیامت کا وقت پوچھا تو اللہ جل شانہ کی جانب سے حکم ہوا کہ

قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَآ اِلَّا هُوَ ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً

ترجمہ:۔ تم کہہ دو کہ اس کا علم میرے پروردگار ہی کو ہے وہی اس کے وقت پر اسے ظاہر کرے گا وہ آسمانوں اور زمینوں پر بھاری ہوگی اچانک تم پر آ پہنچے گی۔

و ھذا آخر السطور من ھذا الکتاب المسطور و الحمد للہ الخالق العلیم بذات الصدور و الصلوۃ علی سید رسلہ الذی جاء بھدایۃ الاسلام و النور و علی الہ و صحبہ الذین اتبعوہ فی المکرہ و السرور

ہماری دیگر مطبوعات



مکتبہ حقانیہ

ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان پاکستان

☎ 061-541093